احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۳۳ قیمت بارہ روپے ستمبر ۱۹۹۷



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۳۳ قیمت بارہ روپے ستمبر ۱۹۹۷ء

مدیر و ناشر:

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

ریگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

خط و کتابت اور مضامین بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-1021

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کینگری IV ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

مضامین خطوط اور خبروں کے مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

وقت کی غلامی

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے تلک الایام نداولھا بین الناس ہم ان دنوں کو انسانوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ انسان اپنی دنیوی زندگی کے مختصر عرصے میں دو اہم حصاروں میں مقید رہتا ہے جو زمان و مکان کہلاتے ہیں۔ آیا زمان و مکان کا کوئی حقیقی وجود ہے یا یہ صرف انسانی سوچ کی پیداوار ہیں یہ فلسفہ کے اہم مباحث میں سے ہیں۔ دراصل انسان کو زمان و مکان کا ادراک اس کے محسوسات اور شعور کے باعث ہوتا ہے۔ چونکہ ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں احساس اور شعور کی کارفرمائی رہتی ہے اس لئے زمان اور مکان کو بھی ایک حقیقت ماننا پڑے گا۔ زمانے کی عموماً تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں ماضی، حال اور مستقبل۔ مگر زمانہ چونکہ برق رفتاری سے گزر رہا ہے اس لئے ہمارا حال بھی تیزی سے ماضی میں تبدیل ہو رہا ہے اور ہمارا مستقبل تیزی سے حال بنتا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ زمانہ حال کے وجود سے ہی انکاری ہیں اور وہ حال کو محض ماضی کا لمحہ موجود سمجھتے ہیں۔ تاہم محتاط سائنسی تجربات سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ چیز جس کو ہم حال کہتے ہیں حقیقتاً ایک وجود ضرور رکھتی ہے اور اس کی مدت تقریباً تین منٹ کے برابر ہے۔ وسیع تر معنوں میں وہ زمانہ جو ہماری موجودہ زندگی کو متاثر کر رہا ہے وہی ہمارا حال ہے۔

زمانہ اور ماضی حال اور مستقبل کے بارے میں جب ہم سوچتے ہیں تو اکثر ہم ایک مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی مشیت کو بھی انسانی شعور کے پیمانوں سے ناپنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی مشیت کا ادراک عقل انسانی کے ذریعے ممکن نہیں ہے کیونکہ عقل انسانی محدود ہے اور انسان کے علم کا تمام تر انسان حواس انسانی پر ہے جو بجائے خود نہایت کمزور اور محدود ہیں۔ قرآن مجید کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کام کی جلدی نہیں ہے۔ خالق و مالک کائنات انسانی کمزوریوں مثلاً پیدائش، موت، تھکاوٹ، نیند، اونگھ وغیرہ سے بے نیاز ہے۔ البتہ وہ علیم و خبیر ہے اور اس کی شان کل یوم ھو فی شان ہے۔ ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دن انسانی گنتی کے ایک ہزار سالوں کے برابر ہے۔ پس تمام تاریخ انسانی کے ادوار کو اکٹھا کیا جائے تو بھی خدا تعالیٰ کے ہاں اس کی حیثیت لمحاتی ہو گی۔ اگرچہ انسانوں کی مرقوم تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیا کیا عظیم الشان تہذیبیں پروان چڑھیں اور عدم سے ہم کنار ہوئیں۔ ان عظیم تہذیبوں اور سلطنتوں کی شان و شوکت کے آثار آج بھی محفوظ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے ان نشانیوں میں غور و فکر کے لئے سیروا فی الارض کا حکم فرمایا ہے۔ ذرا چشم تصور میں تہذیب بابل کے عظیم ادوار اور مردک، عشتار، انو جیسے دیوتاؤں اور دیویوں کے قصے، تہذیب مصر کی عظمت اور فراعین کا شاہانہ کروفر، ان کے اہرام اور ان کی محلات، سلطنت روما کی عظمت و شوکت اور اس نوع کی دیگر انسانی تہذیبوں کی شان و شوکت کو لائیے اور سوچئے کہ انسان ہر دور میں اس دور کے اعتقادات، اس دور کے رجحانات اور مروجہ خیالات و افکار کا کیسا غلام رہا ہے؟ اس غلامانہ ذہنیت میں وہ اس قدر آگے بڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے خدا کے ان نبیوں اور رسولوں کو جھٹلایا جو پیغام حق لے کر آئے تھے اور بہت سے انبیاء علیہ السلام کا خون بہانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ قرآن مجید میں ہمیں بہت سے عبرت انگیز قصے ملتے ہیں۔

یہاں ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وقت کی غلامی کیا چیز ہے۔ وقت کی غلامی یہ ہے کہ انسان ایک خاص دور کے نظریات سے اس حد تک وابستہ ہوتا ہے کہ نہ صرف ماضی اور مستقبل کی جملہ صداقتوں سے لاتعلق ہو جاتا ہے بلکہ زمانہ حال کے مبنی برحق باتوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ غرض وہ کولہو کے بیل کی طرح مروجہ افکار و خیالات کا غلام رہتا ہے۔ ماضی کی تہذیب و معاشرت اور علم و آگہی کی خوبصورت وراثت اس کے لئے بے کار سی چیز بن جاتی ہے اور اپنی زندگی کے اصل مقصد اور اس کے انجام کی بھی وہ بالکل پروا نہیں کرتا۔ الغرض رسوم و رواج سے انحراف جو اس مخصوص دور میں مقبول ہوں

باقی صفحہ نمبر ۹

فقہ
(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

و بعد الاذان یقرؤ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلواۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ و الفضیلۃ و الدرجۃ الرفیعۃ و ابعثہ مقاما محمودا ن الذی وعدتہ و رزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم صل علی محمد و آل محمد ۔ و ان زاد علی ذالک ما یشاء من الادعیۃ و الصلوات لایمنع۔

ترجمہ

اذان دے چکنے کے بعد یوں دعا پڑھی جائے ۔ اللھم رب الخ اے اس کامل پکار اور آئے دن برپا ہونے والی نماز کے پروردگار مالک ، تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ، فضیلت اور بلند رتبہ عطا کر اور ان کو اس قابل ستائش مقام پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی سفارش سے بہرہ مند فرما۔ پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما۔ اگر اس دعا پر اپنے منشا کے مطابق دیگر دعاؤں اور درود کا اضافہ کرے تو یہ ممنوع نہیں ہے۔

وضاحت

مذکورہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کا بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ اختتام اذان کی دعا۔

۲۔ وسعت دائرہ۔

تفصیل وضاحت

۱۔ رب العالمین جملہ مخلوقات کا حقیقی رازق ہے ۔ وہ اپنی مخلوق کو رزق عطا کرتا ہے تاہم دعا مانگنے کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے ۔ ارشاد باری ہے ۔ ادعونی استجب لکم تم مجھے پکارا کرو میں تمہاری پکار پر لبیک کہوں گا۔ چنانچہ مؤمن ہر ہر مرحلہ زندگی پر دعاگو رہا کرتا ہے ۔ ہر نیک عمل کے ساتھ مناسب دعا پڑھی جاتی ہے ۔ وضو اور نماز کے بہت سے مراحل میں دعائیں مذکور ہیں اور بندہ مؤمن ان کے پڑھنے سے کبھی پہلوتہی نہیں کرتا ۔ اسی طرح تعقیبات میں بھی دعائیں ہیں ۔ اذان چونکہ اسلام کے بڑے بڑے شعائر میں گنی جاتی ہے لہذا اذان کے اختتام پر بھی مؤذن کے لئے خصوصاً اور عام سامعین کے عموماً دعائے اذان مذکور ہوئی ہے ۔ اذان کی دعا میں مؤمن کی حقیقی کامرانی کے لئے اخروی ثمرات کے حصول کو اولیت دی گئی ہے ۔ واضح رہے کہ دعائے اذان مسنون ہے ۔ اگر کسی کو دعائے اذان یاد نہ ہو تو یہ مطلب نہیں کہ وہ اذان دینے کا اہل نہیں جیسا کہ عوام میں یہ خیال پایا جاتا ہے اور خیال خام ہے ۔

۲۔ جس طرح سے عام نوافل کا دائرہ نہایت وسعت کا حامل ہے اسی طرح سے جہاں جہاں مؤمن کے لئے دعا پڑھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ساتھ کہا گیا ہے کہ ان دعاؤں کے سوا دیگر مناسب دعائیں پڑھنا چاہے تو پڑھ لے یا ان دعاؤں پر مناسب اضافہ کرنا چاہے تو ایسا کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ اذان کی جو دعا مشہور ہے شریعت محمدیہ کی رو سے اس پر اپنی چاہت کے مطابق بندہ مؤمن مناسب دعاؤں اور درود کی مختلف صورتوں کے شمول کا اضافہ کر سکتا ہے ۔ چونکہ اس قسم کے اضافے کا عمل اہل علم کے لئے آسان سا کام ہے مگر عوام میں اس قسم کے اضافے کی صلاحیت موجود نہیں ۔ وہ تو صرف اور صرف لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اس لئے عوام الناس اسی مشہور دعائے اذان کے پڑھنے پر ہی اکتفا کیا کرتے ہیں ۔

(جاری ہے)

فرضیت حج

سید محمد شاہ اطہر سرمک

ارشاد باری تعالیٰ ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا و من کفر فان اللہ غنی عن العالمین - اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پروا ہے۔ اس جملے میں تمام لوگوں کو حج کی انجام دہی کا حکم دیا گیا اور اسے لوگوں کے ذمہ خدائی فرض قرار دیا۔ چنانچہ للہ علی الناس - کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے۔ حج کے لغوی معنی قصد و ارادہ ہے۔ اسی مناسبت سے راستہ کو محجہ کہا جاتا ہے اس آیہ شریفہ میں رب العالمین نے حج کے وجوب کے لئے ایک شرط لگائی گئی ہے اور وہ ہے استطاعت و قدرت جیسا کہ ارشاد ہو رہا ہے - من استطاع الیہ سبیلا - جو خانہ کعبہ کی طرف جانے کی قدرت رکھتا ہو البتہ اسلامی روایات اور فقہی کتب میں استطاعت کی تفسیر میں ارادہ جسمانی توانائی، سواری، راستے میں امن اور حج سے واپسی کے بعد گزر اوقات وغیرہ شامل کئے گئے ہیں۔ استطاعت سے مراد امام شافعی کے نزدیک توشہ اور سواری ہے اور امام مالک کے قول پر صحت بدن اور چلنے کی طاقت اور ایسا ہنر کہ جس سے روزی پیدا کر سکے اور امام اعظم کے نزدیک توشہ، سواری، بدن کی تندرستی یعنی مجموعہ کو استطاعت ملتے ہیں اور راستہ کا امن بھی شرط ہے - غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حج صرف مالداروں پر فرض کیا اور وہ بھی ایک دفعہ کی انجام دہی سے اطاعت ہو جاتی ہے اس کے انکار سے انسان نقصان میں رہتا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے فرد کے لئے بڑی سخت تاکید فرمائی ہے۔ کہ جو شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا اس کے انجام کے بارے میں خبر دیتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ملک زادا و راحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا روایت کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے جو زادراہ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور حج نہ کرے تو اس کے لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر - جس طرح زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اس سے انسان کی دولت اور خود انسان پاکیزہ ہو جاتا ہے دولت کی تقسیم سے معاشرہ میں ہم آہنگی اور توازن پیدا ہوتا ہے - زکوٰۃ کے بعد اسلام کا آخری فرض عبادت حج ہے حج کرنے سے سابقہ تمام گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ - جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور فحش گوئی اور گناہ نہیں کیا جب مرے گا تو اس دن کی طرح ہو گا جس میں اس کی ماں نے جنم دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حج میں جتنا بھی روپیہ پیسہ خرچ ہوتا ہے وہ باعث خیر و برکت اور سعادت دارین کا کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: النفقۃ فی سبیل اللہ الدرھم بسبع مائۃ - حج میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسا جہاد میں خرچ کرنا جہاد میں ایک درہم خرچ کرنے کا ثواب سات سو درہم خرچ کرنے کے برابر ہے۔ اور ایک روایت میں فرمایا کہ اس خرچ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ثواب اور دنیا میں اس کے قائم مقام عطا فرماتا ہے اور فرمایا - ما امعر حاج قط - حاجی کبھی محتاج نہیں ہوتا مگر یہ ثواب اس وقت ملے گا جب کہ حلال مال خرچ کر کے جائے گا اور اگر حرام مال سے حج کرتا ہے تو کچھ ثواب نہیں ملے گا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

جب حاجی پاک و صاف مال لے کر نکلتا ہے ، رکاب میں پاؤں رکھتا ہے اور لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے لبیک و سعدیک ۔ تیرا توشہ حلال ہے تیرا خرچ حلال ہے تیرا حج مقبول ہے اور گناہوں سے پاک ہو گیا کچھ گناہ نہیں ہے اور جب حاجی حرام مال لے کر نکلتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھتا ہے اور لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے یہ ندا آتی ہے لا لبیک ولا سعدیک ۔ تیرا توشہ حرام ہے تیرا خرچ حرام ہے تیرا حج سراسر گناہ ہی گناہ ہے۔ تیرا حج مقبول نہیں ہے۔ اس سلسلے میں روایات اہل بیت بھی ملاحظہ ہو ۔ الوسائل محمد بن علی بن الحسین فی (الخصال) عن ابیہ عن سعد بن عبداللہ عن احمد بن محمد بن عیس ، عن محمد بن ابی عمیر واحمد بن محمد بان ابی نصر البیطی ان ابان بن عثمان الاحمر عن ابی عبداللہ قال اربع لا یجزن فی اربع الخیانۃ والغلول والسرقۃ والربا لا یجزن فی حج ولا عمرۃ ولا جہاد و لا صدقۃ ۔ ابان بن عثمان احمر امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چار چیزیں چار چیزوں میں کفایت نہیں کر سکتیں خیانت ، دھوکہ دہی ، چوری اور سود سے حاصل کیا ہوا مال حج ، عمرہ ، جہاد اور صدقہ میں کفایت نہیں کرے گا ۔ درج بالا احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حرام کمائی سے کیا ہوا حج قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچ پاتا ۔ اگر بغیر خلوص کے محض رسماً یا شہرت کی خاطر حاجی کہلوانے کے شوق میں حج کرے تو انہی لوگوں کے بارے میں سرکار دو عالمؐ ارشاد فرماتے ہیں۔ یحج اغنیاء امتی للنزھۃ و یحج اوسا طہاللتجارۃ و یحج فقراء ھم للریا والسمعۃ ۔ (آخری زمانے میں) میری امت کے اغنیاء محض سیر کی خاطر حج کریں گے متوسط طبقہ تجارت کی خاطر اور فقراء لوگوں کو دکھلاوے کی خاطر حج کریں گے ۔

لہٰذا حجاج کرام اپنے دل میں یہ تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعوت دی اور اس کی دعوت ہم نے قبول کی اور مہمانی کے لئے اور حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہ بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مہمان نواز ہے اور آپ اس کے مہمان ہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں خدا نے ان کو بلایا اور وہ آئے اور جو کچھ انہوں نے مانگا خدا نے ان کو دیا اللہ آپ کو بھی بخشے اور اگر اپنے خویش و اقارب کی مغفرت کے لئے سفارش اور دعا کرے تو خدا انہیں بھی بخش دے گا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ الحاج یشفع فی اربع مائۃ من اھل بیتہ و یخرج من ذنوبہ کیوم و لدتہ امہ ۔ (بزار ۔ ترغیب) حاجی اپنے گھر کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے ۔

آپ اس مقدس سفر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرافت سے پیش آیا کیجئے اور ہر ممکن طریقے سے ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہئے اور خدمت کرتے رہئے ان کو تکلیف پہنچانا اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنا انسانیت کے خلاف ایک جرم عظیم ہے۔ خصوصیت سے اس مبارک سفر میں اللہ تعالیٰ نے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (البقرہ) اس وقت آپ دنیاوی کاروبار سے فارغ ہیں اس لئے ہر ممکن طریقے سے ہر وقت ذکر الٰہی میں گزاریئے اس سے بہتر وقت آپ کو نہیں ملے گا ۔ فضول باتوں میں وقت ضائع مت کیجئے اور نہ کسی کی غیبت اور چغلی کیجئے اور نہ غیر محرم عورت کی طرف بری نظر سے دیکھئے ۔ دم بدم نظر در قدم پر عمل کیجئے ۔

حج کے بعد

اب حج کے پہلے کے ایمان سے زیادہ ایمانی شوق و جذبہ رکھو اور حج کی نیکیوں کو بجاؤ تقویٰ و پرہیزگاری میں زیادہ حصہ لو حج کے فائدے سے خوب واقف ہو گئے ہو ان فائدوں کو حاصل کرو ۔ یشھدوا منافع لھم ۔ جس طرح آپ احکام شریعہ میں پورے کاربند رہے حج کے بعد بھی اس سے زیادہ کاربند رہو حج مبرور اور مقبول کی علامت یہی ہے کہ حج کے بعد اخلاق و ایمانی اور دینی کاموں کا بہت زیادہ

باقی صفحہ نمبر [illegible] پر

اقبال اور تصوف

(ایک فلسفیانہ تجزیہ)

ذاکر حسین ذاکر بی - ایس - سی (انجنیئرنگ) ایم - اے

فلسفہ مانویت

مانویت کا بانی مانی جو ایک نیم ایرانی تھا اور جس کو عیسائیوں نے بعد میں بے دین فرقہ کے موجد کا لقب دیا، ۲۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۲۷۳ء تک زندہ رہا - مانی یونانی ادب، فلسفہ، موسیقی، مصوری، فلکیات اور طب کا ماہر تھا - اس کے عقائد میں زرتشت، یونانی حکما اور عیسائیت کے سبھی نظریات گھلے ملے نظر آتے ہیں - مانی کے مطابق کائنات نور و ظلمت کا مرکب ہے اور اس مرکب کی تخلیق کی ذمہ داری ظلمت پر ہے - البتہ ایک دن نور ظلمت سے الگ ہو جائے گا - مانی کی تعلیمات کے مطابق انسان اس صورت میں نجات حاصل کر سکتا ہے کہ وہ دولت عورت اور دنیاوی علائق اور خواہشات سے احتراز کرے - روزہ رکھے اور اپنی دولت خیرات کر دے - مانی کے پیرو ہارون الرشید کے دور تک بڑی تعداد میں موجود تھے - ۴۰

مانویت رہبانیت کی ایک بہترین مثال ہے -

- اس صوفی ملحد نے جیسا کہ اردمین نے اس کو لقب دیا ہے یہ تعلیم دی ہے کہ اشیاء کی کثرت گوناگونی نور و ظلمت کی ان ازلی قوتوں کے اتصال سے ظہور میں آئی ہے جو ایک دوسرے سے علیحدہ اور آزاد ہیں - نور کی طرف دس قسم کے تصورات منتسب ہیں - شرافت، علم، فہم، اسرار، بصیرت، محبت، یقین، مہمان، رحم اور حکمت -

اسی طرح ظلمت بھی پانچ ازلی تصورات کو متضمن ہے تاریکی، حرارت، آتش، حسد اور ظلمت - مانی تسلیم کرتا ہے کہ ان اساسی قوتوں کے ساتھ ساتھ اور ان سے ملحق ارض و مکان سے ازل موجود ہیں - ۴۱

مانویت کی اہم ترین تعلیمات کچھ یوں ہیں -

۱ - تولید و تناسل قابل مذمت ہے کیونکہ یہ مادیت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے -

۲ - آدم خدا کی شبیہ یا تمثیل ہے -

۳ - کثافت اور ظلمت سے پاک ہونے کے بعد تمام روحیں مستوی شباح (Column of Glory) میں جمع ہوتی ہیں - اس کو بعض نے انسان کامل بھی بتایا ہے -

۴ - مانی کے پیرو ترک حیوانات پر قائم تھے اور صرف سبزی پر گزارا کرتے تھے -

۵ - دس گناہوں سے توبہ کی تلقین -

۶ - چار صفات محبت، ایمان، خوف، عقل نیک مانی میں داخل ہو جانے والوں کے قلوب پر ثبت ہو جاتی ہیں -

۷ - سال میں پچاس دن روزہ رکھنا چاہیے جو ایسا نہ کرے اسے توبہ کرنا چاہیے -

۸ - زمین و آسمان کا وجود خداوند یگانہ پر قائم ہے -

۹ - عبادت و ریاضت میں نفس کشی پر بڑا زور دیا گیا -

۱۰ - میں نور اور خداوند سے ہوں - ان سے بچھڑ کر میں اجنبی ہو گیا ہوں - مجھ پر دشمنوں کی یورش ہے اور وہ مجھے مردوں کی طرح گھسیٹتے ہیں -

مانی کی تحریروں میں تزکیہ نفس، تجرد، ریاضت، ترک دنیا، صوم دائمی اور رہبانیت کے تمام عناصر موجود ہیں -

مسیحیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سادہ اور مجرد زندگی مسیحی تصوف میں مثالی حیثیت رکھتی ہے -

عیسوی تصوف کے بنیادی اصول چھ ہیں -

۱ - سکون - یعنی دماغ ہر قسم کے ہیجان سے آزاد ہو - اسے کسی قسم کا کوئی فکر یا خیال پریشان نہ کر سکے - چند چیزیں سکون قلب کی دشمن ہیں مثلاً کینہ، غصہ، لالچ، غیبت، بدگوئی، سازش، خود غرضی -

دوسروں کے دکھ سے بے اعتنائی، تعصب، نفرت، تنگ

باقی صفحہ نمبر [illegible] پر

سلوۃ العاشقین و سکنۃ المشتاقین

تالیف ۔ شیخ علاؤالدولہ سمنانی

ترجمہ ۔ غلام حسن نور بخش

تعارف

عنوان بالا شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے، جو سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے اہم مرشد اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد معنوی ہیں، ایک مختصر مگر اہم رسالے کا نام ہے ۔ اگرچہ فاضل مصنف نے اسے سلوۃ العاشقین و سکنۃ المشتاقین یعنی عاشقوں کی تسلی اور مشتاقوں کے آرام سے موسوم کیا ہے لیکن اسے غلط طور پر صلوۃ العاشقین اور سکوت المشتاقین بھی لکھا اور پڑھا گیا ہے۔

اس رسالے میں فاضل مصنف چلہ کشی، اربعین نشینی اور خلوت گزینی کے بارے میں بحث کرتا ہے ۔جو سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ میں اعتکاف کے نام سے معروف ہے ۔تاہم اس رسالے کا مرکزی مضمون ذکر الہی اور خاص طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ کی تشریح ہے۔

یہ رسالہ اس لحاظ سے بھی بے حد اہم ہے کہ اس میں شیخ رضی الدین علی لالا اور شیخ احمد جورجانی کے ملفوظات بکثرت نقل ہوئے ہیں ۔ان دونوں بزرگوں کے بارے میں کتب تواریخ میں مندرج ہے کہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں لیکن بد قسمتی سے ان کی کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے ۔ ایسے میں ان کے یہ ملفوظات قابل قدر اور غنیمت ہیں۔

اس رسالے کے اب تک دنیا میں چار نسخے دریافت ہوئے ہیں۔

۱۔ نسخہ استاد سعید نفیسی جو آج کل زیر شمارہ ۹۸۶۳ تہران یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔

۲۔جناب غلام احمد لائق چشتی تہران کے پاس محفوظ نسخہ۔

۳۔ نسخہ فقیر خانہ سید مغیث الدین اندرون لاہور۔

۴۔ کتابخانہ آصفیہ زیر نمبر ۲۹۶ تصوف حیدر آباد دکن بھارت میں محفوظ نسخہ۔

مذکورہ بالا نسخوں میں سے نسخہ نمبر ۳ کے علاوہ باقی تینوں نسخوں کے تقابل سے ایک صحیح ترین نسخہ مشہور ایرانی محقق جناب نجیب مائل ہروی نے تیار کیا ہے اور مصنفات سمنانی کے عنوان سے شائع ہونے والی تالیف میں شامل کیا ہے ۔ اس مجموعہ میں علاؤالدولہ سمنانی کے تیرہ فارسی آثار یکجا کئے گئے ہیں ۔ زیر نظر رسالہ اس مجموعے کا نواں رسالہ ہے۔

واضح رہے کہ جناب نجیب مائل ہروی خود سمنان سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی زندگی شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی تصانیف کی تحقیق و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی ہے ،اور اب تک آپ کی ضخیم ترین تصنیف العروۃ لاهل الخلوۃ و الجلوۃ، ملفوظات، چہل مجلس، دیوان سمنانی، مصنفات سمنانی، اور چار دیگر رسالے (مجلہ دانش میں) شائع کروا چکے ہیں ۔ اس طرح مجموعی طور پر شیخ کے بیس آثار منظر عام پر لا چکے ہیں ۔ فاضل محقق نے بیسیوں فارسی متون تحقیق کے بعد شائع کئے ہیں جن میں شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مذکورہ تصانیف کے علاوہ شیخ ابو نجیب سہروردی کی آداب المریدین، اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی الاصول العشرہ بھی شامل ہیں۔

زیر نظر رسالہ حکومت ایران کی وزارت فرہنگ و آموزش عالی کی طرف سے ۱۳۶۹ ش میں شائع ہوا ہے ۔ اردو ترجمہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات قابل ذکر ہیں۔

۱۔آیات کریمہ، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اشعار من و عن نقل کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے آیت کے ساتھ سورۃ کا نام اور آیت کا نمبر بھی درج کیا گیا ہے۔

۲۔ مشکل تراکیب کی توضیح کی گئی ہے اور متن سے الگ رکھنے کی خاطر انہیں بریکٹ میں رکھا گیا ہے۔

۳۔ جن مقامات پر مفہوم واضح کرنے کے لئے مترجم نے اضافے کئے ہیں انہیں بھی بریکٹ میں رکھا گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ سلیس اور رواں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے متن میں

کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی البتہ سہولت کی خاطر ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی خطا ونسیان نظر آئے اس کی درستی فرما کر راقم کو آگاہ کریں۔ (مترجم)

متن کتاب

رحمان ورحیم اللہ کے نام سے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اس باعث ہیں کہ اس نے صوفیہ کو خلق کے لئے چراغ اور اہل صدق کے لئے رونق وزیبائش بنایا۔ کیونکہ وہ (صوفیہ) خود صدق وصفا، ود و وفا اور فقر وفنا والے ہیں ان کے جسم خلق کے درمیان گھرے ہوئے ہیں اور ان کی روح (عالم) ملکوت (کے بھیدوں) کا سراغ لگانے میں لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ اللہ کے ساتھ رغبت اور ڈر کا معاملہ کرتے ہیں اور وہ (ان کے ساتھ) مؤدت و محبت کا۔ اور لوگ رب سے رب کی طرف دیکھتے ہیں۔

احب الله قوماً استقاموا
علی طرق الوداد فما يناموا

سقاهم شربة من كاس ود
فصاحوا في محبة و هاموا

اللہ جس قوم کو چاہتا ہے اس کو راہ محبت پر گامزن کر دیتا ہے پس وہ قوم سوتی نہیں۔

اللہ انہیں جام مؤدت میں شربت پلاتا ہے پس وہ اس کی محبت میں غمگین رہتے ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا برگزیدہ بندہ اور رسول ہے۔ آپ پر اور آپ کی آل اور اصحاب پر جو ائمہ ہدیٰ ہیں اور آپ کے پیروکاروں پر قیامت تک بکثرت سلام ہوں۔

(جاری ہے)

بقیہ۔ احوال و آثار شاہ ہمدان

سے نابلد تھے۔ چنانچہ پادشاہ وقت سلطان شہاب الدین کے عقد میں دو بیویاں تھیں جو آپس میں بہنیں تھیں۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سات سو

سادات کی جماعت کو لے کر کشمیر پہنچے اور دین اسلام کو پوری وادی میں پھیلا دیا۔ سری نگر میں ایک مندر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور وہیں سے آپ نے دین اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کی دینی غیرت، ایمانی حرارت اور اسلام کے حق میں دلائل و براہین کی لاثانی قوت نے تمام غیر مسلموں کو آپ کا قائل بنا دیا اور دلی ذوق و شوق کے ساتھ بھاری تعداد میں اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان میں پست و بلند اور اونچ نیچ کے خانوں میں بٹ جانے کے نتیجے میں جو قرنوں کی بے چارگی اور زبوں حالی تھی وہ ختم ہو گئی۔ صلاح و سلامتی اور امن و سکون اور برادرانہ اخوت جو اسلام کے بنیادی مقاصد ہیں، کی فضا قائم ہوئی۔ اس کا اعتراف آج بھی وہاں کے برہمنوں کو ہے جو اس مندر کے ساتھ ساتھ اس جگہ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں جہاں اب ایک بڑی خانقاہ موجود ہے اور جہاں پہلی بار شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے تھے۔

کشمیر کے لوگ احتراماً آپ کو شاہ ہمدان، امیر کبیر اور بانی مسلمانی کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ شاہ ہمدان اور ان کے ساتھی مبلغین کشمیر میں ایران اور ایشیا سے آئے تھے اس لئے وہ اپنی زبان بھی لے کر آئے اپنا تمدن، فرہنگ اور اپنی تہذیب بھی لے کر آئے اور دین اسلام کے ساتھ ساتھ ان کی بھی غیر معمولی پیش رفت ہوئی اور ایرانی اثرات وادی میں اس حد تک بڑھ گئے کہ کشمیر ایران صغیر کے نام سے مشہور ہوا۔ (جاری ہے)

بقیہ۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل

کے لئے مجلس کی سماعت پر گناہ کے سوا کسی قسم کا ثواب مرتب نہیں ہو گا۔ تاہم غیر اختیاری صورت میں کان میں آواز کا پہنچنا باعث حرج نہیں ہے۔

جواب نمبر ۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

خواتین کے لئے پانچ صورتوں میں واجب غسل کی انجام دہی شرعاً ضروری ہے۔

۱۔ ماہواری رک جانے کی صورت میں۔
۲۔ نفاس کے خاتمے کی صورت میں۔
۳۔ استحاضہ کے رک جانے کی صورت میں۔
۴۔ جنابت لاحق ہونے کی صورت میں۔
۵۔ مردے کو چھونے اور دھونے کی صورت میں۔

جمال محمدؐ

مہدی الزمان شگری فاضل علوم عربیہ

محبت کے اسباب میں سے ایک سبب جمال ہے خواہ جمال ظاہری ہو یا باطنی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال ظاہری بھی تھا اور باطنی بھی ۔ شکل و صورت کے لحاظ سے آپ سب سے حسین و جمیل تھے ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔

لو رایتہ رایت الشمس طالعۃ

ترجمہ : اگر تم رسول اللہؐ کو دیکھتے تو لگتا کہ گویا سورج نکل رہا ہے۔

بلبل شیراز حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر

ترجمہ : اے سراپا جمال اے کامل بشر آپ کے منور چہرے سے چاند روشن ہو گیا۔

حضرت جبریل امینؑ فرماتے ہیں کہ میں مغارب تا مشارق پھرا سو میں نے کوئی شخص حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ ولہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا ۔ کسی فارسی شاعر نے حضرت جبریل کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے۔

آفاقھا گردیدہ ام
مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری

ترجمہ : یعنی میں نے تمام آسمان دیکھے ہیں ۔ دنیا کے بہت سے حسینوں کو دیکھا ہے لیکن آپؐ جیسا حسین و جمیل کوئی بھی نظر سے نہ گزرا۔

شاعر دربار رسول حضرت حسانؓ فرماتے ہیں ۔

واجمل منک لم ترقط عینا
واجمل منک لم تلد النساء

ترجمہ : آپؐ ایسے حسین ہیں کہ ایسا حسین کسی آنکھ نہیں دیکھا اور ایسے جمیل ہیں جسے کسی ماں نے نہیں جنا ۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

مارائت احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ واذاضحک یتلالاء نورہ فی الجدر ۔

ترجمہ : میں نے رسول اللہؐ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا ایسا لگتا تھا جیسے آپؐ کے چہرے میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپؐ ہنستے تھے تو وہ روشنی دیواروں پر پڑتی تھی ۔

حضرت براءبن عازبؓ فرماتے ہیں۔

مارایت ذی لمۃ فی حلۃ حمرا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ترجمہ : میں نے کوئی بالوں والا ، سرخ جوڑے والا ، چادر پہنے حضورؐ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا ۔

شہنشاہ تصوف حضرت علی علیہ السلام جمال پیغمبرؐ کے متعلق کہتے ہیں۔

جو شخص آپؐ کو اول مرتبہ دیکھتا تھا تو مرعوب ہو جاتا تھا ۔

اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا تو محبت کرتا تھا میں (علیؑ) نے آپؐ (محمدؐ) جیسا صاحب جمال و کمال نہ آپؐ سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد ۔

جملہ انبیا کرام میں جو خوبیاں تھیں وہ تن و تنہا آپؐ کی ذات اقدس میں جمع تھیں ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کیا

ہم حسن و جمال بے نہایت داری
ہم چوں کرم بے حد غایت داری
ہم ترا مسلم وہم احسان
محبوب توی کہ ہر دولیت داری
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

الھم صل علی محمدا و آل محمدا

(گزشتہ سے پیوستہ)

فضائل اہل بیت

مولانا شکور علی انور فاضل عربی، بی۔اے، بی۔ایڈ

ذی القربیٰ کی تحقیق

اس سے قبل ہم نے لفظ آل کی تحقیق میں بیان کیا تھا کہ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ذوات مقدسہ کی شان میں استعمال ہونے والی چار اصطلاحات ہیں جن میں تین یعنی آل رسول، اہل بیت رسول اور عترت رسول کے بارے میں تحقیقی بیانات احاطہ تحریر میں لائے جا چکے ہیں۔ اب ہم چوتھے نمبر پر ذوالقربیٰ کی تحقیق میں چند سطور علماء مفسرین کے حوالے سے سلک تحریر میں لائیں گے۔

ذوی القربیٰ کے معانی اہل لغت کے نزدیک رشتہ دار، قرابت دار اور عزیز و اقارب ہیں اور قرب یقرب قرباً و قربۃً۔ نزدیک دور یا بعد کی ضد ہے۔ بعض دفعہ یہ لفظ قیامت، محشر اور قربت مکان، قرب وجوار، کسی چیز کے نزدیک ہونے، رحم، صلہ اور رشتہ کے معانی دیتا ہے۔ کلام مجید میں مختلف مقامات پر مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیات میں قربیٰ سے مراد رشتہ دار، صلہ، رحم اور خویش و اقارب لئے گئے ہیں۔

و آتی المال علی حبہ ذوی القربی
(سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷)

و انذر عشیرتک الاقربین۔
(سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴)

قل لا اسئلکم علیہ اجر الا مودۃ القربی
(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

ج۔ قرابت رسولؐ سے مراد

آیہ مودت میں ذوی القربیٰ کون لوگ ہیں اس کا ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن اس آیت کے مطالب و معانی اور مرادات میں علماء تفسیر کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ لیکن مفسرین کی تاویلات اس ضمن میں درخور اعتنا نہیں ہیں۔

تفسیر وہی قابل عمل اور قابل اعتبار ہے جو سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطابقت رکھتی ہو۔ اس کے بغیر کسی بھی آیت کی تفسیر مفسر کے ذاتی جذبات پر محمول ہو گی۔ قرآنی تفسیر میں ذاتی جذبات اور رائے کا دخل نامسعود حرکت ہے جس کی اسلام کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ لہذا تفسیر وہی قابل احترام ہوتی ہے جو علوم نبوت و رسالت کے بحر ذخار سے موتیاں نکالنے والی ہو عاملین شریعت، عارفین طریقت اور پیشوایان حقائق و معرفت کے فکر و نظر سے ہم آہنگ ہو۔ بصورت دیگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں مفسر کی تفسیر از خود وبال جان ہی نہیں بلکہ تفسیر کے ذمہ دار فرد کا جہنمی ہونا ثابت ہے۔ آیت مودت کے مطالب کے اخذ کرنے میں مفسرین کے درمیان بہت اختلاف واقع ہوا ہے یہاں تک کہ بعض نے آیت مودت کو منسوخ مانا ہے۔ ہم اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں اور اہل اسلام کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان مخاصمت سے پناہ خداوندی میں آتے ہوئے ایسی بے جا بحث و تمحیص میں گریز کرتے ہیں کیونکہ یہ بے جا مخاصمت اور مناقشات اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کرنے کی صیہونی سازش ہے ایسے میں تمام مومنوں کو چاہئے کہ آپس میں اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیں۔ البتہ اس مقام پر آیت مودت کی تفسیر کے سلسلے میں صرف ان چند علمی اختلافات کا تذکرہ کریں گے جن سے تعصب اور نفاق کی بو نہ آتی ہو۔ چنانچہ اس اختلاف رائے کے ضمن میں مفسرین کے دو واضح گروہ نظر آتے ہیں۔

پہلا گروہ

ایک گروہ نے ذوی القربیٰ کو قرابت یا رشتہ داری کے معنی میں لیا ہے اور آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "میں تم سے اس کام پر کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم لوگ (یعنی اہل قریش) کم از کم اس رشتہ داری کا لحاظ تو کرو جو میرے

اور تمہارے درمیان ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تم میری بات مان لیتے لیکن اگر تم نہیں مانتے تو یہ ستم تو نہ کرو کہ سارے عرب میں سب سے بڑھ کر تم ہی میری دشمنی پر تل گئے ہو۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر ہے جسے بکثرت راویوں کے حوالے سے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور ابن سعد وغیرہم نے نقل کیا ہے اور یہی تفسیر عکرمہ، قتادہ، ابو مالک، عبدالرحمان بن زید، بن مسلم، ضحاک، عطا بن دینار اور دوسرے اکابر مفسرین نے بھی بیان کی ہے۔

دوسرا گروہ

دوسرا گروہ قربیٰ کو قرب اور تقرب کے معنی میں لیتا ہے اور آیت کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ "میں اس کام پر کوئی اجر اس کے سوا نہیں چاہتا کہ تمہارے اندر اللہ کے قرب کی چاہت پیدا ہو جائے۔" یعنی تم ٹھیک ہو جاؤ بس یہی میرا اجر ہے۔ یہ تفسیر حسن بصری سے منقول ہے ایک قول قتادہ سے بھی اس کی تائید میں نقل ہوئی ہے۔ بلکہ طبرانی کی ایک روایت میں ابن عباس کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔ خود قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر یہی مضمون ان الفاظ میں آیا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا

(الفرقان سورۃ ۵۷)

کتاب محولہ کی فہرست

فتوحات مکیہ
احوال و آثار میر سید علی ہمدانی
بستان السیاحہ
کنزالاعمال بستان السیاحہ
سورۃ آل عمران
مشکوۃ المصابیح
سورۃ البقرہ
کوکب دری
مودت القربیٰ
سورۃ شعرا
ذالقعبیٰ
سورۃ شوریٰ
المودت
نجم الہدیٰ
الفرقان
سورۃ طور
سورۃ نبا
سورۃ آل عمران
سورۃ توبہ
سورۃ حجرات
کتاب الاعتقادیہ
سورۃ العصر
سورۃ الزلزال
سورۃ القمر
ذخیرۃ الملوک
سورۃ انعام
شرح گلشن راز
دیوان حضرت علی علیہ السلام
ارجح المطالب
مفردات امام راغب
فتح القدیر
بخاری کتاب تفسیر
اردو دائرہ معارف
کشف المحجوب
تفسیر بیان القرآن
تفسیر مظہری
سورۃ احزاب
سورۃ یٰسین
سورۃ بنی اسرائیل
ینابیع المودت

بقیہ - تفکر و تذکر

جرم خیال کیا جاتا ہے چاہے ان رسوم و رواج پر عمل کرنا اس کی موجودہ اور آئندہ زندگی کے لئے کتنا تباہ کن کیوں نہ ہو۔ زیادہ تفصیل سے بچنے اور اس مسئلے کے بہتر ادراک کے لئے ہم دور جدید کے ان رجحانات کی مثال لیتے ہیں جو ہم سب کی موجودہ زندگیوں کو براہ راست متاثر کر رہے ہیں۔ دور جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا زمانہ ہے اور معاشی سرگرمیوں میں مقابلے اور مسابقت کا دور ہے۔ دور جدید کا انسان جس چیز کے پیچھے رات دن لگا ہوا ہے وہ معاشی برتری کا حصول ہے۔ اس بے سود جدوجہد کے نتیجے میں انسان سکون قلب کی عظیم دولت سے محروم ہو گیا ہے۔ اپنے خالق و مالک کو یکسر بھلا بیٹھا ہے۔ اپنی انجام اور اپنی اخروی زندگی سے بالکل بے تعلق اور بے نیاز ہو گیا ہے۔ پیغمبروں اور نبیوں کے عطا کردہ عظیم علمی ورثے سے محروم ہو چلا ہے۔ اخلاقی قدروں سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ ماحول کو آلودگی کا شکار بنایا ہے اور انسانی معاشرے میں حرص، خود غرضی، بے رحمی اور باہمی بغض و عداوت کو فروغ ملا ہے۔ ان سب مشکلات کا بنیادی سبب وقت کی غلامی ہے کیونکہ انسان اپنے دور کے مروجہ نظریات اور خیالات سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ جب کہ ان سب مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم وقت کی اس غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کر لیں اور ماضی کے زرین اصولوں کو بیکار شے سمجھ کر نظر انداز کرنے کی بجائے ان سے استفادہ کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پیغمبروں کی سادہ اور انسان دوستی اور خدا دوستی پر مبنی اور مشتمل تعلیمات کو سینے سے لگائیں اور مذہب و تصوف کو فرسودہ شے سمجھنے کی بجائے ان نظاموں کے عطا کردہ زندگی آموز اور زندگی آمیز نظریات سے استفادہ کریں۔ دور جدید کو کمیونیکیشن کا دور کہا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے عالمی رائے عامہ کو ہر اعتبار سے متاثر کیا ہے اور یوں ہم ان افکار و خیالات کو بلا سوچے سمجھے اپنانے پر مجبور ہیں جن کا پرچار وہ نام نہاد ترقی یافتہ ممالک کر رہے ہیں جن کے اپنے معاشروں انسانی اخلاق و اقدار اور معیشت و معاشرت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ ایسے حالات میں نوائے صوفیہ کی احیائے دین و تصوف کی تحریک کے زیر اثر نوجوانان ملت کا دوبارہ تصوف کے دور زرین اور عظمت رفتہ کو واپس لانے کا عزم اور اس راہ میں مسلسل جدوجہد نہایت قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

احوال و آثار شاہ ہمدانؒ

پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد کشمیر یونیورسٹی۔ حضرت بل سری نگر کشمیر انڈیا

میر سید علی ہمدانی ۱۲ رجب ۷۱۴ھ ۲۲ اکتوبر ۱۳۱۴ء کو ایران کے شہر ہمدان میں متولد ہوئے۔ آپ ایک امیر گھرانے کے فرد تھے۔ آپ کے والد امیر سید شہاب الدین ہمدان کے والی تھے۔ خود حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے ان کو فرصت نہ تھی اس لئے ان کے ماموں سید علاؤالدولہ سمنانی نے ان کی تربیت میں سعی بلیغ کی اور آپ نے ظاہری اور بعد میں باطنی علوم میں کامل تبحر پایا۔ صحیح النسب سید تھے۔ ماں کی طرف سے بھی اور والد بزرگوار کی طرف سے بھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے انیس واسطوں کے بعد ان کا نام آتا ہے۔ بچپن میں ہی قرآن حفظ کر لیا۔ آپ کے ساتھی اور مرید مولانا نورالدین جعفر بدخشی نے اپنی تصنیف خلاصۃ المناقب میں ان کے بارے میں بڑی اہم اطلاعات بہم پہنچائی ہیں اور ان کے بعض ملفوظات بھی لکھے ہیں۔ خلاصۃ المناقب میں آپ کا بیان ہے کہ "مرا خالی بود کہ اورا سید علاء الدین خواندندی واز اولیاء بود۔ بہ حسن تربیت او در صغر سن مرا قرآن حفظ گشت"۔

صغر سن میں آپ عام بچوں کی طرح بے لگام نہیں تھے اور نہ لہو و لعب اور نہ ہی ناشائستہ امور میں آلودہ ہوئے۔ بلکہ بڑے سنجیدہ اور وقار و متانت والے تھے۔ چنانچہ بیہودہ کلام اور لغو باتیں کبھی اس دور میں بھی آپ سے سنی نہیں گئیں۔ گویا ظاہری علم کے ساتھ ساتھ آپ نے صفات ستودہ، اخلاق نیک اور اطوار قابل ستائش سے بھی آراستہ ہوئے۔ اگرچہ آپ کے استاد اور ساتھی مدرسہ میں آپ کی قوت حافظہ، فراست، ذکاوت، ذہانت اور قوت ادراک پر تعجب کیا کرتے تھے۔

حضرت امیر کا یہ زمانہ بڑے سربرآوردہ صوفی بزرگوں کا زمانہ تھا۔ جن میں سے بعض دلوں کو منور کر کے خود رحمت حق ہو چکے تھے لیکن ان کی تعلیمات اور رہنمائی کا نور باقی تھا اور بعض حیات تھے۔ ان میں سے ایک مشہور و معروف بزرگوار صوفی تھے جن کا نام تقی الدین علی دوستی سمنانی جو قطب وقت شیخ علاء الدولہ سمنانی کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں ان کے ماموں انہیں لے گئے اور ان سے تصوف اور عرفان کا فیض حاصل کیا۔ تقی الدین علی دوستی اکثر اوقات ذکر و ریاضت کے لئے باہر خلوت میں جاتے تھے۔ ایک دن حضرت امیرؒ نے انہیں خلوت میں جاتے دیکھا اور مشغول ذکر پایا اور ذکر کے ساتھ وہ اپنا سر بھی ہلاتے جاتے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا "یہ کیا حال ہے؟" جواب ملا "ذکر کر رہا ہوں۔" آپ نے پوچھا "کیا ذکر کے ساتھ سر ہلانے کی ضرورت ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں میرے مرشد شیخ محمود مزدقانی قدس اللہ سرہ نے مجھے یہی تعلیم دی ہے۔" تب آپ نے ان سے اس ذکر کی تعلیم دینے کی التجا کی۔ فرماتے ہیں۔ "جب تین دن تک میں ان کے ساتھ یہ ذکر کرتا رہا تو اچانک مجھے غیب حاصل ہوا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جہاں آرا دیکھا کہ وہ ایک بلندی پر تھے اور میں ان کے پاس جانے لگا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فرزند تم یہاں تک نہیں پہنچ سکو گے۔ شیخ محمود مزدقانی کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس مقام پر لے آئے گا۔" اس رویا کے بعد آپ نے اپنے استاد سے شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المزدقانی کی خدمت میں پہنچانے کی استدعا کی اور وہ ان کی خدمت میں لے گئے اس وقت آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی۔ جب آپ ان کی خدمت میں پہنچے تو آپ سے کہا "اگر اس خانقاہ میں آپ مخدوم بننے کے لئے آئے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر دین کی طلب میں آئے ہیں تو اس سیاہ رنگ کے غلام کے جوتوں کو سنبھالتے رہیے جو خانقاہ کا خاکروب ہے۔" مقصد یہ تھا کہ طریقت میں آنے سے پہلے سالک اپنی ہستی اور پندار کو ترک کر دے۔ چنانچہ آپ نے قبول کیا۔ مرشد سے بیعت کی اور خانقاہ کے ملازم ہو گئے۔ ملازمت کے ساتھ طریقت اور سلوک الی اللہ نیز ذکر الٰہی کے مشاغل میں بھی منہمک رہے اور ایک سال تک

پیہم ریاضت شاقہ کے بعد بھی باطنی فیوض وبرکات سے مشرف نہ ہوئے ۔ ایک دن آپ نے مرشد سے التماس کیا کہ خانقاہ کے خاکروب کا کام میں انجام دوں گا انہوں نے فرمایا "خاکروب خانقاہ کی دھول دھوتا ہے تم نے اپنے نفس کی گرد اور دھول کو پاک کہاں کیا؟ جاؤ ابھی خلوت میں اپنی ہمت بلند رکھو تا کہ کامیابی ملے" اس کے بعد بھی آپ کی ریاضت اور تربیت ہوتی رہی ۔ ایک بار تو تین ماہ تک مرشد نے آپ کو زنجیروں میں کس کے رکھ دیا اور بازاری روٹیاں کھانے کو دیں ۔ ذکر و ریاضت کی وجہ سے بے قراری چھائی رہتی تھی اور یہ جذبہ محبت کے درجے تک پہنچا اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ مرشد نے دوسروں کو منع کیا کہ سید کے پاس بلند آواز میں ذکر نہ کریں کہ ان کی جان کے چلے جانے کا خطرہ ہے ۔ اس عالم سے مرشد کی توجہ سے لوٹ آئے تو آپ کو بیت الخلا صاف کرنے کا کام سونپا گیا ۔ اپنے اس مرشد معنوی کی خدمت گاری اور فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ بیت الخلا کے لئے اپنے مرشد سے صاف ہونے ہونے والے ڈھیلوں کو ماتھے پر رگڑ کر صاف کرتے تھے ۔ جس سے ان دونوں ماتھے کا گوشت گھس گیا تھا ۔ بقول مولوی رومیؒ

هر که خدمت کرد او مخدوم شد
هر که خود را دید او محروم شد

اس کے بعد آپ کو طہارت کے لئے پانی لانے کا کام تفویض ہوا ۔ غرض چھ سال تک آپ خدمت اور ریاضت و مجاہدہ میں رہے اور فیضیاب ہو کر حضرت مزدقانی نے انہیں تقی الدین علی دوستی کے ہاں بھیج دیا ۔ وہاں دو سال تک رہے اور ان کے حکم سے واپس حضرت مزدقانی کی خدمت میں لوٹ آئے ۔ وہاں آپ کو مرشد نے مسافرت اختیار کرنے کا حکم دیا ۔ حضرت علی دوستی ۷۳۴ھ میں فوت ہوگئے تھے ۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیس سال تک سفر وسیاحت کی اور بہت سے ممالک میں دینی تبلیغ اور وعظ وہدایت وارشاد کے امور عمل میں لائے ۔ صوفیوں کا ایک گروہ ضمناً سیاح یا اخیار کہلاتا ہے ۔ آپ کے خلیفہ خاص نور الدین جعفر بدخشی خلاصۃ المناقب میں لکھتے ہیں " بعضی از اولیاء را که اخیار نامند بعد وحقت باشند وسیاح نیز خوانند زیرا که حق تعالی ایشان را کمال معرفت بخشیده است و در بساط دینی به سیاحت امر کرده از برای مصالح عباد و طالبان را که در اطراف دنیا باشند ایشان را ارشاد کنند " اپنی اس طویل سیاحت کے دوران آپ نے بہت سے علماء اور مشائخ سے ملاقات کی اور تقریباً چودہ سو اولیاء اللہ کو دیکھا اور ان کی صحبت پائی ۔ اس کا ذکر صاحب لطائف اشرفی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے بھی جو ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے کیا ہے یہ بھی لکھا ہے کہ " این فقیر که اشرف است به رکاب او چون ذره راه گردید بسی از فواید سلوک که از سید علی یافتم اگر هر موی لسان گردد شکر وی از هزار یکی نتوانم گزارد" ۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت میں جو مقصدیت اپنی تبلیغ کی تھی وہ انہوں نے مکمل طور کشمیر میں انجام دی ۔ کشمیر میں لکھے گئے تذکروں اور تاریخوں میں درج ہے کہ آپ تین بار کشمیر تشریف لائے ۔ پہلی بار سلطان شہاب الدین کے دور حکومت میں سال ۷۷۴ھ کے ربیع الاول کے مہینے میں دوسری بار سلطان قطب الدین کے زمانے میں سال ۷۸۱ھ میں ۔ سید محمد خاوری نے جو ان کے ہمراہ تھے اس کا ذکر یوں کیا ہے ۔

امیر سید علی شه همدان
سیر اقلیم سبعه کرده نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر
اهل آن شهر ازو هدایت جو
سال تاریخ مقدم او را
یابی از مقدم شریف او

اور آخری بار ۷۸۵ھ میں سلطان قطب الدین کے عہد سلطنت میں ہی ۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پچاس سال قبل دین اسلام کی تبلیغ سید عبدالرحمن شرف الدین بلبل شاہ کے ذریعے ہوئی جو ترکستان یا خراسان سے کشمیر میں آئے تھے لیکن بدقسمتی سے مقامی تاریخوں اور تذکروں میں ان کی تبلیغی فعالیتوں کا ذکر نہیں ملتا ۔ لیکن اس بات کے صریح اشارے ملتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگ مسلمان ہو چکے تھے لیکن برہمن مذہب کے رسوم کے بھی سختی سے پابند تھے ۔ نماز بھی پڑھتے تھے اور مندروں میں بھی جاتے تھے ۔ شریعت کے احکام

باقی صفحہ نمبر ۸ پر

علماء کے ذمہ عوام کے حقوق

ذاکر حسین حیدری کریمی

علماء چونکہ انبیاء اور ان کے اوصیاء کے وارث ہیں لہذا وہ تمام حقوق جو کہ انبیاء کے ذمہ عوام کے حوالے سے عائد ہوتے ہیں۔ وہی حقوق علماء پر عوام کے حوالے سے عائد ہوں گے ۔ لہذا ہم آیت قرآنی اور مستند احادیث کی روشنی میں ان حقوق کو بیان کرنے کی سعی کریں گے ۔ اگرچہ بہت سی روایات بھی وارد ہوئی ہیں جو براہ راست علماء کو مخاطب قرار دیتی ہیں۔

۱۔ نشر علم اور پیام الہی کا بیان

ارشاد قدرت ہے۔ ربنا وبعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم۔

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۹)

تعلیم کتاب سے مراد آیات کے الفاظ کی وضاحت اور مشکل نکتوں کو بیان کرنا ہے جبکہ حکمت سے مراد حقیقت و معارف ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " خدا نے اہل جہالت سے اس وقت تک علم کے حصول کا عہد نہیں لیا جب تک صاحبان علم سے بیان علم کا عہد نہ لے لیا، اس لئے علم کا رتبہ جہل سے پہلے ہے ۔"

۲۔ تزکیہ نفس

دوسری اہم ذمہ داری لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں ارشاد فرمایا " ویزکیھم " اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے ۔ یعنی ایسی تربیت کرنا جس سے خیر و برکت جاری ہو ۔ ایسے اخلاق اور اعمال صالحہ کی تربیت دینا جو دنیا و آخرت میں انہیں خوش بخت بنا دیں۔

۳۔ بدعتوں کی نفی ، الہی افکار کو زندہ کرنا اور معاشرے کو انحراف سے بچانا

رسول اللہؐ فرماتے ہیں، " جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو عالم پر واجب ہے کہ اپنے علم کا اظہار کرے (یعنی بدعتوں سے مقابلہ کرے) اور جو عالم ایسا نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔" (کافی جلد نمبر۱ صفحہ نمبر ۵۴

حضورؐ ہی کا قول ہے " عالم عابد سے ستر درجہ فضل رکھتا ہے اور ہر درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ ستر سال میں گھوڑا طے کرتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ شیطان جب لوگوں کے درمیان بدعت پھیلاتا ہے تو عالم اس سے روکتا ہے جبکہ عابد اپنی عبادت میں مشغول رہتا ہے نہ ہی اس بدعت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور نہ اسے جانتا ہے ۔ "یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بدعت سے متعلق مختصراً عرض کروں۔

بدعت کی تعریف

" ادخال مافی الدین لیس فی الدین " یعنی " دین اسلام میں ایسی چیز داخل کرنا جو دین سے تعلق نہ

رکھتی ہو۔ بدعت محض عقائد اور فکری مسائل تک محدود نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ مثلاً آداب لباس، رسم و رواج، سیاست، معاشرتی و ثقافتی روابط، اقتصادی اور اداری امور تک کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

یہ اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ کہ "مومن مرد اور مومنہ عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے ولی ہیں جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یہ تمام چیزیں وہ ہیں جن سے خدا نے رکنے اور روکنے کا حکم دیا ہے لیکن تم اس سے غافل ہو۔ تمہاری مصیبت تمام لوگوں سے زیادہ ہے کیونکہ تم نے مسند علم پر تکیہ کیا ہے اور صالح علماء کے مقام کو غصب کیا ہے۔"

۵۔ مستضعف عوام کے لئے مستکبرین سے حقوق کا حصول اور آزادی دلانا

ارشاد الٰہی ہے: ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

ترجمہ: "آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کمزور پا کر دبا دیئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال دے۔ جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے مددگار قرار دے دے۔" (سورہ نساء آیت نمبر ۷۵)

سورہ قصص کی چوتھی آیت میں فرعون کی طرف سے عوام کے حقوق کو ضائع کرنے کے تذکرہ کے بعد موسیٰ اور ہارونؑ کو حکم دیا۔ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔" (سورہ طہ، آیت نمبر ۴۳)

۶۔ خوش کلامی کے ساتھ مفاہیم کو آسان بنا کر پیش کرنا

ارشاد ربانی ہے: وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم

اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ (بھیجا) تاکہ وہ ان کے لئے (ہر بات) کھول کر بیان کرے۔ (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۴)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہم کسی شخص کو اس وقت تک عالم نہیں سمجھتے جب تک وہ کلام کرنے کے طریقہ سے آشنا نہ ہو اور یہی قول الٰہی ہے (اور ہم انہیں کلام کرنے کے طریقے سے پہچانیں گے۔) (بحار الانوار جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۳۷)

۷۔ مخاطب شخص کی قابلیت کے مطابق بات کرنا

اس بارے میں قرآن مجید میں یوں آیا ہے کہ "دعوت الٰہی کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ انجام دو۔ اس ضمن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہمیں (انبیاء کو) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی عقلی قدرت کے مطابق کلام کریں۔"

۸۔ قسط و عدالت کا قیام

ارشاد الٰہی ہے "ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب و میزان نازل کی تاکہ لوگوں میں عدل و قسط قائم ہو سکے۔" (سورہ حدید آیت نمبر ۲۵)

باقی صفحہ نمبر ۳۷ پر

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کے نام موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں ۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ کیا نماز جمعہ کا سلام پھیرتے ہی فی الفور نماز عصر کی ادائیگی کی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر ۲ ۔ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے والے امام کا مقتدی بننا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۳ ۔ کیا امام اور ماموم کا ہم عقیدہ ہونا ضروری ہے؟

سوال نمبر ۴ ۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

سوال نمبر ۵ ۔ زنجیر زنی کے نتیجے میں جس مسجد میں خون کے دھبے پڑے ہوں اس مسجد میں نماز کی ادائیگی کیسی ہے؟

سوال نمبر ۶ ۔ نماز کی اجتماعی ادائیگی میں نماز گزاروں کی صف بندی کیسی ہونی چاہیے؟

سائل غلام محمد صوفی ڈسٹرکٹ نوبرا ولداخ

سوال نمبر ۷ ۔ کیا مجلس کی سماعت کے لئے خواتین ناپاکی کی حالت میں مسجد یا خانقاہ میں داخل ہو سکتی ہیں؟

سوال نمبر ۸ ۔ خواتین کو کتنے واجب اغسال کرنے پڑتے ہیں؟

سوال کنندہ مسز صبا اسلام آباد

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جن لوگوں کو وقت مشترک کی سہولت شرعاً حاصل ہے ان لوگوں کے لئے نماز جمعہ کا سلام پھیرتے ہی بلا کسی وقفے کے نماز کی ادائیگی شرعاً جائز ٹھہرتی ہے۔ جن لوگوں کو یہ سہولت شرعاً حاصل نہیں ان کے لئے ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ ان کو وقت عصر کے آنے کا انتظار کرنا شرعاً ضروری ہے۔

ہاں ایک صورت یوں ہے کہ جمعہ کی نماز کو اس کے بالکل آخر وقت پر اس طرح ادا کیا جائے کہ سلام پھیرتے ہی عصر کا وقت آجائے تو ایسا کرنا شرعاً روا ہوگا البتہ یہ افضل صورت نہیں ہوگی کیونکہ افضل صورت درمیانہ وقت ہے ۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط باب الصلوٰۃ کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

دوران نماز ادھر ادھر یا دائیں بائیں اطراف کو دیکھنا آداب نماز کے سراسر منافی حرکت ہے جو فرد امام بنتا ہو اس کو نماز کے واجبات سنن اور آداب سب کا لحاظ رکھنا شرعاً ضروری ہے آداب کا لحاظ نہ رکھنا نماز کے ناقص اور بے ثمر بننے کا موجب ہے۔ لہذا آداب کا لحاظ نہ رکھنے والا امامت نماز کے لئے شرعاً موزون نہیں ہے تاوقتیکہ وہ اپنی اس رنگین حرکت کی اصلاح نہ کرے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ازروئے شریعت محمدیہ امام اور ماموم میں عقیدے کی ہم آہنگی بھی ضروری ہے ۔ اگر دونوں میں عقیدے کی ہم آہنگی کا فقدان ہو تو حقیقی معنوں میں نماز کی اجتماعی ادائیگی کا ثمر ملنا قدرے مشکل صورت ہے ۔ بسا اوقات جائز و ناجائز میں تفاوت پایا جاتا ہے تو اس صورت میں اجتماعی ادائیگی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ خوب یاد رکھئے کہ نماز کی اجتماعی ادائیگی جمہوری تقاضے کی سیاسی مصلحت بینی پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایک واضح شرعی ضابطے کی

باقی صفحہ نمبر ۳۳ پر

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

سید محمد شاہ اطہر

خاندان اہلبیت کے آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت ۱۴۸ ہجری مقام مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۲۰۳ھ صفر کے مہینے میں دارفانی سے رحلت فرمائی چنانچہ ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ نے کتاب کافی میں لکھا ہے۔ ولد ابوالحسن الرضا علیہ السلام سنتہ ثمان واربعین و مائتہ و قبض علیہ السلام فی صفر من ستہ ثلث ومائتین حضرت کی تاریخ ولادت ورحلت میں اختلاف ہے ایک قول ہے ایک سو ترپن ہجری میں ذوالحجہ کی گیارہویں تاریخ کو آپ پیدا ہوئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سنہ میں گیارہویں تاریخ ربیع الثانی کو امام غریب متولد ہوئے اور آپ کی رحلت طوس خراسان کی سرزمین پر ماہ صفر ۲۰۳ ہجری میں ہوئی اس وقت آپ کی ۵۵ سال تھی والدہ ماجدہ ایک کنیز تھی جنہیں ام البنین کہا جاتا تھا والد گرامی کے بعد مدت خلافت بیس سال رہی۔ آپ کا اسم مبارک اور القاب میں سے رضا زیادہ مشہور ہے۔

ویلقب بالرضے والوفی والصائر والرضا وھواشھر۔ کنیت حضرت بروایت اکثر علماء ابوالحسنؑ ہے اور وہ جناب اسم و کنیت میں ہمنام ہے اپنے جد نامدار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور لقب آپ کا رضی، وفی، صابر اور رضا ہے دوسرے القابات کی نسبت رضا زیادہ مشہور ہے آپ صاحب مقام و کرامات ہیں مامون خلیفۂ وقت نے آپ کو اپنا ولی عہد بنایا تھا ان الفاظ کے ساتھ کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو خلافت سے الگ کر لوں اور خلافت آپؑ کے سپرد کر دوں آپ نے اس امر سے انکار کیا مامون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر اس وقت آپ خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو اس سے چارہ نہیں کہ آپ میرے بعد ولی عہد ہوں آپ نے ولی عہدی سے انکار شدید کیا آخر مامون غصے میں آ کر کہنے لگا کہ عمر ابن الخطاب نے چھ آدمیوں کی شوریٰ قائم کی اور ان میں سے ایک آپ کے جدا میرالمومنین علی ابن ابی طالب تھے اور عمر نے کہا تا کہ ان میں سے جو مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دی جائے اور آپ کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ آپ سے میں چاہتا ہوں اس کو قبول نہیں کیونکہ مجھے اس سے کوئی چارہ نہیں جب حضرت نے دیکھا کہ اس کا ارادہ ضرر پہنچانے کا ہے تو لاچار ہو کر ولی عہدی قبول فرما لی حضرت کے قبول فرمانے سے مامون نے بہت، مسرور ہو کر مسند اور دو تکیے بڑے بڑے منگوا کر رکھے۔ اور حضرت نے وہاں جلوس فرمایا پس مامون نے لوگوں کو حکم دیا کہ حضرت سے بیعت کریں۔ یہ مجرد حکم ہوا تھا پہلے اس کے بیٹے عباس نے بیعت کی پھر اس کے بزرگان قوم علوی و عباسی نے اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی۔ روی عن بعض خواص قال لما جلس الرضا فانبر الشعراء والخطبا فقرحت فرحاً شدیدا اننظرو اشار الی فدنوت منہ۔ حضرت کے بعد خواص سے منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مسند ولی عہدی پر جلوس فرمایا اور شعرائے نامدار اور خطباء بلاغت شعار قصائد اور خطب تہنیت آمیز پڑھنے لگے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر بہت مسرور ہوا جب حضرت نے مجھے بہت خوش دیکھا تو اشارے سے بلایا میں قریب گیا تو فرمایا کہ اس امر سے دل نہ لگا اور خوشی نہ کر کہ یہ اتمام کو نہیں پہنچے گا اور جو شعراء آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک دعبل خزاعی تھے جب وہ آپ کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے ایک قصیدہ کہا ہے اور میں اپنے آپ کو پابند کر رکھا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے سامنے نہیں پڑھوں گا آپ نے انہیں بیٹھ جانے کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ کی مجلس میں لوگ کچھ کم ہو گئے پھر اس سے فرمایا لے آؤ راوی کہتا ہے، پھر انہوں نے وہ قصیدہ پڑھا جس کی ابتدا یہ ہے۔

ذکرت محل الربع من عرفات
فاجریت رمع العین بالغیرات

یعنی یاد آگیا مجھے وہ محلہ آباد جو عرفات میں تھا اور اشک عبرت آنکھوں سے بہنے لگے یعنی خاندان نبوت و امامت جیسا کہ آباد اور معمور تھا ویسا ہی ویران اور برباد ہو گیا اس کے خیال کرنے سے مجھے رونا آتا ہے اس کے بعد رعبل نے دوسرا مصرعہ پڑھا:

مدارس ایات خلت من تلاوۃ
و منزل و حیی مقفرو العرصات

یعنی وہ مدرسے جن میں آیات قرآنی کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہو گئے اور وہ منزلیں جس میں نزول وحی ہوتا تھا ویران اور خراب ہو گئیں مراد ان مدارس و منازل سے خانہ نبوت و رسالت ہے۔

اری فیھم فی غیرھم متقیما
وایدیھم من فیھم صغرات

دیکھتا ہوں کہ فے اور غنائم جو حق اہلبیت کا تھا اس کو غیروں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور ہاتھ ان کے فے اور غنائم سے خالی ہے یہ شعر سن کر حضرت رونے لگے اور فرمانے لگے تو نے سچ کہا اے خزاعی۔ اس کے بعد شاعر نے کچھ اور اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے کہ اے فاطمہ دختر بہترین خلق اٹھو اور نوحہ کرو اپنے عزیزوں کے حال پر جو ستارے ہیں آسمان جلالت و شرافت کے۔ گردش فلک سے ان میں ایسا تفرقہ پڑ گیا کہ بعد مرنے کے قبریں بھی ان کی ایک مقام پر نہ بنیں بعض کوفے اور بعض مدینے میں اور بعض مقام فخ میں ان قبروں پر رحمت نازل ہو شاعر محترم آگے چل کر فرماتے ہیں:

قبور ببطن النھو من جنب کربلا
معروسھم فیھا بشط فرات

و قبو ببغدا ولنفس زکیہ
تغمنھا الرحمان فی العرفات

ان کی بعض قبریں تو نہر فرات پر واقع ہیں اور خواب گاہ ان شہیدوں کی شطہ فرات ہے اور بعض قبریں بغداد میں ہیں صاحب نفس زکیہ جس کی روح اطہر کو خداوند برتر نے اپنی رحمت کاملہ سے جنت کے غرفوں میں جگہ دی ہے جب اس شعر تک رعبل پہنچے تو اس وقت امام عالی مقام نے فرمایا ان سے کہ میں اپنے دو شعر اس مقام پر ملحق کروں کہ اس سے تمہارا قصیدہ پورا ہو جائے رعبل نے عرض کیا کہ بہتر ہے فرمایئے:

وقبر بطوس یالھا من مصیبۃ
توقد فی الاحشاء بالحرفات

الی الحشر حتے یبعث اللہ قائما
یفرج عنا الھم والکربات

یعنی کہ بعض کی قبر طوس میں ہے کہ جس مصیبت سے کہ دل و جگر میں آتش غم تا حشر سوزاں رہے گی کہ یہاں تک کہ حق تعالیٰ قائم آل محمد کو ظاہر کرے گا اور ہمارے رنج و الم مبدل بسرور و راحت ہو جائیں گے یہ سن کر رعبل نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ قبر جو طوس میں ہے یہ کس کی ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قبر میری ہے اور بہت دن نہ گزریں گے کہ طوس جائے آمدورفت مومنین ہو جائے۔

درج بالا چند اشعار کو اس لئے نقل کیا ہے کہ یہ مامون رشید اور اس کے خاندان کی اہلبیت نبوت کے ساتھ منافقانہ روش اور حضرت کی لوگوں میں غیر معمولی شہرت سے دل برداشتہ ہو کر ان پر بعد میں ڈھائے جانے والے ظلم کی عکاسی کرتے ہیں۔

امام علی رضا کی وفات اور اس کے سبب و واقعات

آپ کا ولی عہد ہونا حاسدوں پر مشاق گزرا انہوں نے کہا اے مامون تم نے غضب کیا کہ اولاد علی میں سے ایک شخص کو تم نے حاکم بنایا۔ تیرے بڑے ان کو اور ان کے بزرگواروں کو قید اور ذلت دیتے رہے تو نے ان کو سر چڑھایا مامون نے کہا اس میں میں نے بڑی حکمت کی ہے کہ لوگ ان کو بسبب اولاد رسولؐ ہونے کے اپنا حاکم نہ قرار دیں اب میں رفتہ رفتہ ان کا علاج کروں گا ہر چند وہ چاہتا رہا کہ آپ کو ذلت دے اور نقصان پہنچائے۔ چنانچہ ایک شب اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان حضرت کو نماز تہجد میں چھپ کر قتل کریں اور وہ ملعون شمشیر بکف آمادہ قتل ہوئے لیکن وہاں پہنچ کر ہاتھ پاؤں سب کے کانپنے لگے اور کسی کو جرات نہ ہوئی حالانکہ حضرت سجدہ باری میں تھے وہ سب ناکام پھر آئے۔ جب مامون حضرت کے قتل سے عاجز و تنگ ہوا تو ایک روز اس شقی نے حضرت کو اپنے پاس بلا کر بہت سے رطب آلودہ بسم کر کے ایک طشت میں بھر سامنے رکھے اور کہا یا علیؑ یہ رطب کھائیے کہ نہایت ہی شیریں و لذیذ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رطب جنت کے ان سے زیادہ نفیس اور لذیذ ہیں آپ نے اس کی طرف میل نہ فرمایا جب مامون نے بہت اصرار و جبر کیا تو ناچار حضرت نے تین دانے رطب مسموم کے تناول کئے آہ کھاتے ہی اس زہر قاتل کے امام رضا علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا پس حضرت وہاں سے کھڑے ہو گئے اور اپنی دولت سرا میں تشریف لائے یہی زہر آپ کا جان لیوا ثابت ہوا۔ زہر کے اثرات سے اس حد تک اذیت و تکلیف ہوئی کہ ماہی بے آب کی مانند فرش پر تڑپتے تھے اور کسی کروٹ ان کو چین نہ آتا تھا لیکن اس وقت کوئی اپنے عزیز و اقرباء میں سے نہ تھا جو تیمارداری کرتا آخر کار آپ نہایت بے کسی تنہائی اور حالت اذیت میں بیماری کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے لوگوں نے آپ کے جنازے کو موجودہ مدفن تک لا کر دفن کیا اور یہ جگہ طوس کے علاقے میں "سنا آباد" بستی میں حمید بن قحطبہ کا گھر ہے۔ لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

روضہ اقدس

آپ کا روضہ مشہد ایران میں عرفانی روحانی اور مذہبی اقدار پر یقین رکھنے والوں کے لئے زیارت گاہ خاص و عام ہے بلکہ ایسی بارگاہ ہے جہاں دنیا کے دکھی غمزدہ انسان اپنا حال دل اور اپنی پریشانیوں کو بیان کرتے ہیں اور فیض پاتے ہیں آپ کا روزہ اقدس منارہ نور دکھی دلوں کی آس اور غمزدوں کا سہارا ہے۔

آپ کے روضے کی زیارت باعث ثواب و خیر و برکت ہے چنانچہ میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے مودۃ القربی میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

وعن الامام علی الرضا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النبی قال سیدفن بضعۃ منی بخراسان ما زارها مکروب الا نفس اللہ کربتہ ولا مذنب الا غفور اللہ لہ۔ وقال عن عائشۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زار والدیہ باالطوس فانما حج مرۃ قالت مرۃ فقال مرتین قالت مرتین فقال ثلثۃ مرات فسکتت عائشۃ فقال ولو لم تسکتی لبلغت الی سبعین۔

اور امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے جگر کا ٹکڑا خراسان میں دفن ہو گا جو مکروب یعنی سختی رسیدہ و مصیبت زدہ اس مظلوم کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی سختی و مصیبت کو رفع کرے گا اور جو گنہگار و خطاکار اس کی زیارت کو جائے گا خدا اس کے گناہوں کو بخش دے گا نیز عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شہر طوس میں جا کر میرے فرزند کی زیارت کرے گا اس کو یہ ثواب ہو گا کہ گویا اس نے ایک حج خانہ کعبہ کا کیا عائشہ نے (متعجب ہو کر) عرض کی کہ ایک حج کا ثواب ملے گا؟ حضرت نے فرمایا بلکہ دو حج کا۔ عائشہ نے پھر تعجب سے کہا کہ دو حج کا حضرت نے ارشاد فرمایا بلکہ تین حج کا اس کو ہو گا یہ سن کر عائشہ خاموش ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر تو خاموش نہ ہوتی تو میں ستر حج تک پہنچتا۔ صدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم و عن علی ذالک من اشهدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین۔

اسلام میں کام اور ہنر کی اہمیت

سید نوار حسین شگری ایم اے۔ بی ایڈ۔ فاضل علوم عربیہ

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق کی تلاش کرنا عبادت ہے۔ اسلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں، اور نیک بندوں نے حلال طریقے سے روزی کمائی۔ حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب سمجھا جاتا ہے۔ خدا بھی اس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہے۔ جو عبادت کرتا ہے اس کو قبول فرما لیتا ہے۔ حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں کی جاتی۔

محسن انسانیت حضرت خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ
(بیہقی)

حلال روزی طلب کرنا فرض ہے اللہ کے، فرض کے بعد۔ یعنی فریضہ الٰہی ادا کرنے کے بعد حلال کمائی کی بھی جستجو کرنی بہت ضروری ہے اس لئے کہ سب عبادتوں کا دارومدار اسی پر ہے۔ ختم المرسل مولائے کلؑ نے فرمایا

من اکل طیبا و عمل فی سنۃ و امن

الناس بوائقہ دخل الجنۃ۔ (ترمزی)

ترجمہ: جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سنت کے مطابق کام کیا اور لوگوں کو اپنی ایذا رسانی سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

کام اور محنت وہ بنیاد ہے جس پر کائنات کا نظام قائم ہے اور یہی ہر پیدا کی گئی چیز کی بقا کا ضامن ہے۔ خدا نے اپنی مخلوق کے ہر فرد کے حسب حال اسے وسائل مہیا کئے ہیں جنہیں بروئے کار لا کر وہ فوائد حاصل کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو نقصان سے بچا سکتا ہے۔

کل اپنے مریدوں سے کہا پیر مغاں نے
قیمت میں یہ معنیٰ ہے درناب سے دہ چند
زہر اب ہے اس قوم کے حق میں مۓ افرنگ
جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنر مند
(اقبال)

انسان کو جو کہ قدرت کی سب سے زیادہ پراسرار مخلوق ہے اور جس کی ضروریات بھی دوسری مخلوق سے زیادہ ہیں زیادہ دوڑ دھوپ کی ضرورت بھی ہے تاکہ وہ اپنی بے شمار حاجتیں پوری کر سکے اور خاندان کے نظام کو برقرار رکھ سکے جو اسے قدرتی طور پر تشکیل دینا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کام اور محنت کو واجب قرار دیا جیسا کہ محسن انسانیتؐ نے فرمایا

"زندگی کی ضروریات پوری کرنے اور گزر بسر کے لئے رزق حلال کمانا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے

(بحارالانوار)

حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بن کر اور زراعت کر کے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔ حضرت حوا علیہا السلام نے سوت کاتا۔ حضرت ادریس علیہ اسلام نے فن کتابت اور خیاطت (لکھنے اور سینے) کا طریقہ ایجاد کیا۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ: ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کشتی کے موجد تھے اور خود ملاحی کا کام کرتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے زمانے کے بہت بڑے بادشاہ تھے ان کا شاہی خزانہ سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات سے بھرا ہوا تھا لیکن اس خزانہ میں سے اپنے اہل و عیال کے لئے ایک پیسہ نہیں لیتے تھے بلکہ اپنی محنت اور

ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کرتے تھے اور زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے چونکہ داؤد علیہ السلام کی نیت پاک اور حلال کمائی کی تھی اس لئے خدا نے لوہے کو ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم کر دیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بزازی کا کام کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ بزازی کرو کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام بزازی کرتے تھے۔ (احسن المقال)

حضرت شعیب علیہ السلام بھی کپڑا بن کر تجارت کرتے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر بناتے اور فروخت کرتے تھے۔ حضرت لقمان علیہ اسلام رسیاں بناتے اور فروخت کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام تھیلیوں کی تجارت کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام جوتے سیتے اور جوتے کی تجارت کرتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی گری کر کے معاش پیدا کرتے تھے۔

حضرت سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، جدالحسن والحسین، سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تمام صفات کمالیہ کی جامع تھی ان میں سے ایک خوبی اکل حلال کی بھی تھی۔ آپؐ نے بچپن میں بکریوں کو چرایا کرتے اور بڑے ہو کر تجارت کی۔ عملی حیثیت سے آپؐ نے تجارت کو بہت اہمیت دی اور قولی لحاظ سے بھی آپؐ نے تجارت کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور فرمایا:

علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق

ترجمہ: تم تجارت کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں تمہاری روزی کے نوے حصے ہیں۔

اس لئے اکثر صحابہ کرامؓ نے تجارت کو فروغ دیا۔ علمائے امت، اولیائے کرام، صوفیائے عظام نے تجارت، زراعت، صنعت و حرفت اور مختلف کام کر کے روزی کمائی

اسلام نے سخت ترین لمحوں میں بھی اقتصادی سرگرمیوں کو فراموش نہیں کیا۔

حضرت امام جعفر الصادقؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

"جس دن سپاہی ایک دوسرے کے مقابلے میں صفیں باندھے کھڑے ہوں اور جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں اس دن بھی تم اپنے اقتصادی فریضہ اور روزی کمانے کے لئے ضروری کوشش کو نظرانداز نہ کرو اور ان مشکل حالات میں بھی اپنی مالی کوشش جاری رکھو۔"

حضرت علی ثانی حواری کشمیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں تیار کر کے کسب معاش کرتے تھے۔

حضرت شاہ ہمدانؒ سات سو فاضل اور باہنر سادات ایرانی کے ساتھ اسلامی اور ایرانی تہذیب و ثقافت کو لے کر وادی کشمیر (جنت نظیر) میں داخل ہوئے۔ اور راہ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے روحانی علاج کے ساتھ معاشی علاج بھی کیا۔

حضرت شاہ ہمدان سے متاثر ہو کر حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ یوں گویا ہوئے۔

سید آں کشور مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین را مشیر

خطہ را آں شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب دین

آفرید آں مرد ایران صغیر
باہنر ہائے غریب و دل پذیر

اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنی پسند اور ذوق کے مطابق ان مختلف پیشوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے۔ جن کی ہدایت خدا نے انسانی ذہن کو فرمائی ہے۔

اسلام نے محنت اور کوشش کرنے اور قوت بازو سے روزی کمانے کی بے حد تاکید کی ہے۔

اپنی قوت سے قوت حاصل کر
مفت خوری حرام خوری ہے

تحفہ کشمیر

تعارف و تبصرہ کتب

تبصرہ نگار ۔ میر عبدالعزیز مدیر ہفت روزہ انصاف راولپنڈی

نام فارسی متن ۔ تحفۃ الاحباب
مصنف (فارسی) محمد علی کشمیری
نام اردو ترجمہ ۔ تحفہ کشمیر
تحقیق و ترجمہ اردو ۔ محمد رضا اخوندزادہ
ایم ۔اے ۔ بی ۔ایڈ
ناشر ۔ برات لائبریری برق چھن خپلو بلتستان
صفحات ۔ ۵۹۲
قیمت ۔ ۴۰۰ روپے

زیر تبصرہ کتاب حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکن رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات خاص طور پر ان کے دو بار کشمیر میں ورود کے حالات اور واقعات پر مشتمل ہے ۔ حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکن ۸۴۴ ہجری میں ایران کے صوبہ گیلان کے دار لحکومت درشت میں پیدا ہوئے اور ۳ رمضان المبارک ۹۳۲ ہجری کو بروز دوشنبہ زڈی بل کشمیر میں سو سال کی عمر میں وفات پائی ۔ شاہ قاسم فیض بخش نے انہیں شمس الدین کا لقب دیا ۔ ماں باپ موسوی سید تھے اور تیس واسطوں سے ان کا شجرہ نسب امام موسیٰ کاظمؑ سے جا ملتا ہے ۔ شمس الدین عراقی نے کچھ وقت سید محمد نور بخش کی صحبت میں گزارا پھر سید محمد نور بخش کے خلفا شیخ محمود بحر آبادی ، شیخ محمود سفلی اور شاہ قاسم فیض بخش سے فیض یاب ہوئے ۔

موخر الذکر نے انہیں خط ارشاد عطا فرمایا اور اپنا نائب بنا کر کشمیر روانہ کر دیا ۔ اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین عراقی اس سے قبل بھی سفیر بن کر کشمیر آئے تھے لیکن بعد میں ان کی کشمیر سے واقفیت کی بنا پر دوسری بار شاہ قاسم فیض بخش کے نائب بن کر کشمیر میں وارد ہوئے ۔ مصنف محمد علی کشمیری کے والد سید شمس الدین عراقی کے مرید خاص تھے جس کا اظہار مصنف نے جگہ جگہ کیا ہے ۔ محمد علی کشمیری نے خود بھی کتاب میں جگہ جگہ شمس الدین عراقی کے بارے میں گہری عقیدت کا اظہار کیا ۔ شمس الدین عراقی نوربخشی مسلک سے تعلق رکھتے تھے ۔ نوربخشی حضرات کا اصرار ہے کہ ہم شیعہ یا سنی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ جس طرح فقہ حنفیہ ہے یا فقہ جعفریہ ہے اسی طرح ہماری اپنی فقہ ہے جو الفقہ الاحوط کہلاتی ہے اور ہم دین اسلام کے دو بڑے فرقوں کے درمیان صلح و آشتی کے علمبردار ہیں ۔

قطع نظر اس بات کے اس کتاب سے اس بات کی پوری گواہی ملتی ہے کہ شمس الدین عراقی نے اپنے قیام کشمیر کے دوران کشمیر میں بت شکنی کی اور مندروں کی جگہ مساجد تعمیر کیں جہاں انہوں نے معلم اور امام مقرر کئے تاکہ ان میں پانچ وقت کی نماز ادا کی جائے ۔ مصنف نے جہاں کشمیر کے بادشاہ سکندر بت شکن کی اسلام دوست کارروائی کی حمایت کی ہے اور ان کی بت شکنی کی تعریف کی ہے وہاں سلطان زین العابدین پر سیکولر ازم کا الزام لگایا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے غیر مسلموں کی مندروں کی تعمیر میں حوصلہ افزائی کی ۔ مذہبی معاملات کے علاوہ اس کتاب سے اس زمانے یعنی آٹھویں اور نویں بلکہ دسویں صدی عیسوی کے سیاسی اور ثقافتی حالات کا بھی پتہ لگتا ہے جو نہایت ہی دلچسپ ہے ۔ اور کشمیر کے مذہبی ، سیاسی اور ثقافتی حالات کا بھی پتہ چلتا ہے ۔ وقت کے بادشاہوں کو زیادہ دلچسپی اپنی حکومت اور سلطنت سے ہوتی تھی اور امور دین میں زیادہ دخل نہیں دیتے تھے ۔ چنانچہ سلطان قطب الدین کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے کہ ان پر میر سید علی ہمدانی کی تعلیم کا صرف یہ اثر ہوا کہ انہوں نے دو عورتوں سے شادی کر رکھی تھی او آپس میں سگی بہنیں تھیں ۔ بادشاہ سے سید علی ہمدانی نے کہا کہ دو سگی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا از روئے اسلام جائز نہیں ہے لہذا ان میں سے ایک کو طلاق دیں اور دوسری کے ساتھ نکاح مسنونہ کریں ۔ چنانچہ سلطان قطب الدین نے یہ بات تسلیم کر لی اور ایک کو طلاق دی ۔ دوسری کے بطن سے سلطان سکندر بت شکن پیدا ہوئے ۔ کتاب میں ایسی شنویاں بھی درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ہمدانؒ کے فرزند میر محمد ہمدانی کی

کشمیر سے ختلان واپسی کے بعد کشمیر میں لوگ برائے نام مسلمان رہ گئے تھے اور وہ پھر کفر کی طرف راغب ہونے لگے تھے میر شمس الدین عراقی بت شکن نے آکر ان کو پھر دین اسلام کی طرف راغب کیا۔ انہوں نے زڈی بل میں ایک خانقاہ تعمیر کی جس کو خانقاہ نور بخشیہ کہا جاتا ہے۔

کتاب ہذا میں جن عقائد اور رسوم کا ذکر کیا گیا ہے ان پر اس مختصر تبصرہ میں خیال آرائی نہیں کی جا سکتی۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ اس میں اکثر و بیشتر دین اسلام کے عقائد کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت پر زور دیا گیا ہے۔ سماع اور وجد کے حق میں بھی کچھ دلائل دیئے گئے ہیں۔ بہر کیف اس کتاب سے اس زمانے کے واقعات اور عقائد اور مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے اور اس کی تاریخی اہمیت بھی ہے۔ مترجم نے یہ بات درست کی ہے کہ جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے مصنف یعنی محمد علی کشمیری کی فارسی عبارت میں نے من و عن نقل کی ہے۔ اور پھر اپنی طرف سے اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔ ترجمہ قابل فہم ہے لیکن اس میں وضاحت کی بے شمار خامیاں اور نقائص ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ بلتستان والوں کی مجبوری ہے جہاں صیغہ مذکر ہونا چاہیئے وہاں مؤنث ہے اور جہاں مؤنث لازم تھا وہاں مذکر لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں مترجم کتاب ہذا ان خامیوں کو درست کریں گے۔ بلتستان جیسے دور افتادہ علاقہ سے رسائل اور کتابوں کا شائع ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہاں کے لوگوں میں تصنیف و تالیف اور علم و فضل کا کس قدر شوق ہے۔ کتاب مذکور کی طباعت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔

(م۔س۔ع)

بقیہ: فرضیت حج

شوق ہو نیکیوں سے رغبت ہو برائیوں سے نفرت ہو اعمال صالح کا زیادہ اہتمام کرو یہ کام سنت کے مطابق کرو گناہ کرنا تو بہت دشوار جانو بلکہ گناہ کا ارادہ بھی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو دین کی بھلائی، آخرت کی کامیابی اور دنیا کی خوشحالی عطا فرمائیں۔

بارک اللہ و لنا ولکم فی القرآن العظیم
و نفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم۔

بقیہ: اقبال اور اسلامی تصوف

نظری، جنسی ہیجان وغیرہ روحانی امراض ہیں، جن سے روح بے چین ہو جاتی ہے۔

۲۔ اقوال میں پاکیزگی کہ منہ سے کوئی گندہ لفظ نہ نکلے۔

۳۔ نفرت سے بچنا اور ہر انسان سے محبت کرنا۔

۴۔ ہر قضا کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور یہ ایمان رکھنا کہ خدا مجسم محبت ہے اور اس کی طرف آنے والی ہر چیز خالص رحمت ہے۔

۵۔ صبر و استقلال۔ یعنی راستی اور صداقت پر پامردی سے جم جانا اور کسی ترغیب و ترہیب سے ادھر ادھر نہ ہونا۔

۶۔ یہ ایمان کہ مجھ میں نور خداوندی موجود ہے جس کا ظہور پاکیزگی کردار و گفتار اور اطاعت و عبادت پر منحصر ہے۔ عبادت سے مادیت کے کثیف و دبیز حجابات گھس جاتے ہیں اور نور چھن چھن کر باہر آنے لگتا ہے۔"۴۳

عیسوی سریت کی تعلیمات و آداب میں لباس صوف، صومعہ و دیر، محبت الٰہی، فقر، ترک دنیا، ذکر و فکر، ایثار اور قناعت شامل ہیں۔ مسیحی تصوف میں بھی رہبانی رجحانات بہت واضح ہیں اور مختلف مغربی مفکرین نے اسلامی تصوف اور مسیحیت میں صوف، محبت الٰہی، فقر، ترک دنیا، ذکر و فکر اور ایثار و قناعت جیسی تعلیمات و آداب کی مماثلت اور کسی حد تک مشترک نظریات کے پیش نظر اسلامی تصوف کو مسیحی تصوف سے ماخوذ سمجھتا ہے۔ لیکن حقیقت کچھ یوں ہے کہ محض صوفیانہ اصلاحات کی مشابہت کے علاوہ ان تعلیمات کی عمل ہیئت اور مفہوم و مقاصد میں اسلامی تصوف عیسوی تصوف سے بہت مختلف ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: علماء پر عوام کے حقوق

۹۔ اصلاح علوم

فرمان الٰہی ہے " میں تو حسب استطاعت فقط (تمہاری) اصلاح ہی چاہتا ہوں " (سورہ ہود، آیت نمبر ۸۸) اسی طرح خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ " لوگوں کی سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں! اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کی تلقین یا نیک کام یا لوگوں کے معاملات کی اصلاح کے لئے کچھ کہے۔

بقیہ - آپ کے مسائل اور ان کا حل

پابند ہے ۔ لہٰذا اس بارے میں شرعی ضابطے کی پابندی شرعاً ضروری ہے ۔

جواب نمبر ۴ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

نماز پڑھنے کے دوران قیام کی حالت میں ہاتھ باندھنا یا ہاتھ چھوڑنا نماز کے واجبات اور سنن میں شامل نہیں ہے بلکہ یہ ہاتھوں کے آداب میں شامل ہے ۔ چنانچہ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی رو سے نماز میں ہاتھوں کا چھوڑ کر نماز پڑھنا اور ہاتھوں کا باندھ کر نماز پڑھنا دونوں روا ہیں ۔ شریعت محمدیہ کی رو سے گرمیوں میں ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز پڑھنے اور سردیوں میں ہاتھوں کو باندھ کر نماز پڑھنے کو افضل قرار دیا گیا ہے ۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ الاحوط باب الصلوٰۃ کا مطالعہ کیجیے ۔

جواب نمبر ۵ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

خون کے دھبوں کو پانی سے دھو کر پہلے مسجد کو پاک کیا جائے پھر اس میں نماز پڑھی جائے ۔ خون کے دھبوں کو دھو کر پاک کئے بغیر اس میں نماز پڑھنا شرعاً روا نہیں ہے ۔ مومنین صوفیہ نوربخشیہ کے حق میں مسجد میں زنجیر زنی کرنا یوں بھی شرعاً ناجائز فعل ہے ۔

جواب نمبر ۶ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

نماز کی اجتماعی ادائیگی کے دوران نماز گزاروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی قسم کی تنگی کے بغیر اپنی صفیں بالکل سیدھی رکھیں ۔ ٹیڑھی صف بندی قابل مذمت ہے ۔ سیدھی صف بندی ضروری ہے ۔ ایک صف کی صف بندی پوری ہونے پر دوسری صف بندی کی جائے ۔ کسی صف کو ادھورا نہ رکھا جائے ۔

نوٹ ۔ (یہ نوٹ اصل جواب کا حصہ نہیں ہے ۔) نماز باجماعت خصوصاً نماز جمعہ میں صف بندی کے سلسلے میں ہمارے ہاں ایک عجیب قسم کی روایت تواتر کے ساتھ دیکھنے میں آرہی ہے ۔ اولاً حاضرین خطبے کے دوران اگلی صفوں میں شامل ہونے کے بجائے پچھلی صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں یوں بیچ کی بہت سی صفیں نامکمل رہ جاتی ہیں ۔ پھر اقامت کے مکمل ہونے کے قریب جب حاضرین کسلمندی کے ساتھ اٹھتے ہیں تو جلدی سے اگلی صفیں پر کرنے کے بجائے پیچھے مڑ مڑ کر مسلسل دیکھتے ہیں کہ پچھلی صفوں میں کوئی بلند سماجی رتبے کا حامل فرد تو موجود نہیں ہے ۔ ایسے بلند سماجی رتبے کے فرد پچھلی صف میں موجود ہونے کی صورت میں اگلی صف والا فوراً اپنی صف کو چھوڑ کر پیچھے آجاتا ہے اور اس بلند سماجی رتبے والے کو اگلی صف میں بھیجنے کے لئے کھینچا تانی کی سی صورت حال پیدا کر لیتا ہے اب وہ صاحب بھی کسر نفسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے سے انکار کرتا ہے یوں بہت سا وقت اس کھینچا تانی کی نذر ہو جاتا ہے ۔ جب کہ اس صورت حال کے نتیجے میں اگلی صفیں ادھوری رہ جاتی ہیں ۔ دوسری طرف امام نیت اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ تقریباً نصف سے زیادہ قراءت بھی مکمل کر چکا ہوتا ہے ۔

یہاں ہم نے ایک کمزور سماجی رویے کی نشاندہی کر دی ہے بلاشبہ بڑوں کا ادب اور مجلس میں حفظ مراتب کا اہتمام مستحسن بات ہے لیکن اس کی مذکورہ بالا صورت نماز میں خلل اندازی کا باعث ہے ۔ امید ہے قارئین نوائے صوفیہ قبلہ علامہ صاحب سے ایسے مجلسی اہتمام کی شرعی حیثیت کے بارے میں ضرور دریافت کریں گے ۔)

(ادارہ)

جواب نمبر ۷ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل مناقب اور مجالس مصائب کا انعقاد ذکر اہل بیت کا حصہ ہے ۔ ذکر اہل بیت کو عبادت کا درجہ حاصل ہے ۔ جس طرح سے عبادت حالت ناپاکی میں شرعاً درست نہیں ہے اسی طرح سے ذکر اہل بیت بھی حالت ناپاکی میں شرعاً درست نہیں ہے ۔ گویا ذاکری کرنے والا اور ذاکری کی سماعت کرنے والا دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک حالت میں ذکر اہل بیت سے اپنا اپنا حصہ حاصل کرے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواتین صرف حالت پاکی میں مجلس کی سماعت کر سکتی ہیں ۔ حالت ناپاکی میں مجلس سننے کے لئے خواتین کا کسی مسجد کی حدود میں داخلہ شرعاً ممنوع اور حرام ہے ۔ اسی طرح سے وہ کسی خانقاہ کی حدود میں بھی حالت ناپاکی میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں ۔ مسجد اور خانقاہ کی حدود سے باہر رہ کر بھی خواتین کے لئے حالت ناپاکی میں مجلس کی سماعت کا شوق دل سے نکال دینا چاہئے ۔ کیونکہ ناپاکی کی حالت میں ان

باقی صفحہ نمبر [illegible] پر

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ایچ۔معروفی

لداخ لیہ میں صوفیہ نوربخشیہ کے عمائدین کا تاریخی اجتماع

مؤرخہ ۶ ستمبر ۱۹۹۷ء کو لداخ کے ہیڈ کوارٹر لیہ میں یو۔پی سے لے کر تھنگ نوبراہ تک کے صوفیہ نوربخشیہ کے سرکردگان کا ایک عظیم تاریخی اجتماع شمشیر علی صاحب کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس کی صدارت علی مدد ایکشن کمیٹی کے صدر سید مرتضیٰ علی نے کی۔اس اجتماع میں نوربخشیوں کے دینی معاشرتی اور سماجی مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی اور مناسب فیصلے بھی کئے گئے۔اجلاس میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ ماضی کے مقابلے میں اب لوگوں میں مذہبی شعور بڑھ گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج اس ملت کے افراد اپنوں اور غیروں میں تمیز کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔اجلاس میں نوربخشی بچوں اور بچیوں کو دینی اور دنیوی علوم سے مزین کرنے اور دین حق کی تعمیر وترقی کے لئے ہر علاقے کے عمائدین نے اپنی زرین تجاویز پیش کیں اور اتفاق رائے سے یو۔پی انڈیا میں "اسلامیہ نوربخشیہ سکول" کے نام سے ایک دینی ادارہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔اس مدرسے میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ مروجہ تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے گا اور قیام وطعام کی بھی سہولت موجود ہو گی اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ اس اسکول میں مذہبی تعلیم دینے کے لئے مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے ایک استاد کے ویزے کا بندوبست کیا جائے۔تاکہ یہاں معیاری نصاب تعلیم رائج ہو سکے۔اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر درخواست کی جائے گی۔یہ بھی طے پایا کہ علی حسن صاحب یو۔پی والے علاقائی نمائندوں کو لے کر نوبراہ کے تمام علاقوں کا دورہ کریں گے۔ان علاقوں میں تھنگ، ٹکشی، طورتک، چولونکھا، بقدانگ، چنگمر، سرگیپ، پرتاپور، پندر ڈسکٹ، پرگام تقچونگ اور سمدو وغیرہ شامل ہیں۔اس دورے میں نوربخشی عوام کے مسائل اور ان کے حل کے سلسلے میں تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔اجلاس میں ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد کی کارکردگی کو سراہا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ جاری رہنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس رسالے نے دنیا بھر کے نوربخشیوں کو آپس میں ملا دیا ہے جس سے ہمیں جینے کا حوصلہ ملا ہے۔اجلاس میں تمام عمائدین اور زعما کی جانب سے کویت، سعودی عرب، ایران، پاکستان، متحدہ عرب امارات اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بسنے والے نوربخشیوں کے لئے نوائے صوفیہ کے توسط سے ہدیہ سلام پیش کیا گیا۔اس اجلاس میں عمائدین صوفیہ نوربخشیہ کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔نوربخشی زعما جو اس اجلاس میں شامل تھے، کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔سید مرتضیٰ علی صاحب
۲۔علی حسن صاحب یو۔پی
۳۔ابراہیم صاحب درپاپا
۴۔ماسٹر علی صاحب علی مات پا
۵۔سید مہدی شاہ صاحب
۶۔عبدالعلی صاحب ٹھیکیدار
۷۔شمشیر علی صوفی صاحب
۸۔غلام حیدر صاحب ٹیاپا
۹۔غلام حسین صاحب ماجان پا ٹھیکیدار
۱۰۔غلام صاحب ماجان پا
۱۱۔محمد خان صاحب ٹکشی
۱۲۔لطیف صاحب ٹکشی
۱۳۔حسن صاحب طورتک پور
۱۴۔علی شاہ صاحب پرتاپور
۱۵۔علی حسن صاحب پرتاپور
۱۶۔محمد صادق صاحب فولقپا
۱۷۔موسیٰ صاحب سرپوپا بقدانگ



سید مرتضیٰ علی
صدر علی مدد ایکشن کمیٹی
نوبراہ لداخ

این۔ وائی۔ ایف سکردو کی حلف وفاداری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو کے نئے عہدیداروں کے حلف وفاداری کے سلسلے میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت نوجوان عالم دین مفتی علی محمد ہادی شگری نے کی جب کہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کو مدعو کیا گیا۔ تقریب کا آغاز محمد امین صابری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور قاری محمد حسین نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ سابق طالب علم رہنما غلام رسول نے گزشتہ سال کی کارکردگی پر روشنی ڈالنے کے ساتھ نئے عہدیداروں کو خوش آمدید کہا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان نے نئی کابینہ سے حلف لیا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی الحاج فقیر محمد ابراہیم نے طلبا پر زور دیا کہ وہ تعلیم پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ صدر جلسہ نے طلبا پر زور دیا کہ وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور منزل پر پہنچنے تک سعی و کاوش جاری رکھیں۔

کابینہ کے نئے عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ غلام محمد یوچنگ۔ صدر
۲۔ غلام رسول سکساوی۔ نائب صدر
۳۔ اقبال عرفی گلشن کبیری۔ جوائنٹ سکریٹری
۴۔ ذاکر حسین۔ ممبر مجلس عاملہ
۵۔ لیاقت۔ ممبر مجلس عاملہ
۶۔ محمد حسین سکساوی۔ پریس سکریٹری
۷۔ محمد الیاس نوربخشی۔ فنانس سکریٹری
۸۔ غلام عباس ہلدی۔ جنرل سکریٹری
۹۔ صبا احمد سکردو۔ ناظم اجلاس

محمد الیاس فنانس سکریٹری
این وائی ایف سکردو

تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس کا اجلاس

۸ ستمبر ۱۹۹۶ کو تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت محمد رضا عابدی صاحب مرکزی صدر منعقد ہوا۔ اجلاس میں مختلف تنظیمی و مذہبی امور زیر غور آئے اور فیصلہ کیا گیا کہ تنظیم کا دسواں یوم تاسیس عظیم الشان طریقے سے منایا جائے گا۔ غربا، مساکین اور ضرورت مندوں میں مالی امداد کے علاوہ مستحق طلباء کے لئے درسی کتب اور تعلیمی وظائف کے اجرا کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ شرکائے اجلاس نے کراچی یونٹ کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیا۔ آخر میں تمام مذہبی شخصیات سے اپیل کی گئی کہ وہ مذہبی رواداری کی روش کو اپنائیں۔

پبلسٹی سکریٹری
تنظیم فدائیان آل رسول کریس

مسجد نوربخشیہ سرگیپ کی افتتاحی تقریب

ضلع گانچھے خپلو کے محلہ سرگیپ کی مسجد جو تعمیر و توسیع کے مراحل میں تھی اب نمازیوں کے لئے کھول دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ۲۴ اگست ۱۹۹۶ء کو ایک پروقار افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ بعد ازاں قرآن خوانی کے بعد مہمانوں کو ضیافت دی گئی۔ تقریب میں جناب عبدالرحیم صاحب ایڈوکیٹ نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ مسجد کے منتظم اعلیٰ ماسٹر شکور علی صاحب نے تمام اہل محلہ اور مخیر حضرات کا شکریہ ادا کیا جن کی مالی اور جسمانی مدد سے اس بیت اللہ کی تعمیر و توسیع مکمل ہوئی جناب مفتی محمد عبداللہ صاحب نے مسجد کی شاندار عمارت کی تکمیل پر انتظامیہ کو مبارک باد دی۔ اس موقع پر ماسٹر شکور علی صاحب منتظم اعلیٰ اور اخوند شکور علی صاحب امام مسجد کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر اہل محلہ کی جانب سے تحائف پیش کئے گئے۔ محلہ کے بزرگ جناب عبدالرحمان صاحب کو بھی اہل محلہ کی جانب سے شاہد حسین نے ہار پہنایا۔ آخر میں نائب پیر سید حمایت حسین صاحب نے عالم اسلام کی سربلندی اور اتحاد بین المسلمین کے لئے دعا کی۔

شاہد حسین سرگیپ

صوبیدار موسیٰ خان کرامنگ کو صدمہ

معروف سماجی شخصیت صوبیدار موسیٰ خان کرامنگ کی صاحبزادی جو کہ اخوند ذاکر حسین کی اہلیہ تھیں ۲۲ اگست ۱۹۹۷ کو انتقال کر گئیں ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

تم جہاں کے ہو واں کے ہم بھی ہیں

نوائے صوفیہ کے توسط سے سید مرتضیٰ علی صاحب اور ان کے رفقاء کا سلام ہم تک پہنچا ۔ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ لداخ سے تین بھائی براستہ سکردو شگر آکر آباد ہوئے ان میں سے ایک شگر خاص ، دوسرا شگر ہورچس اور تیسرا گلاب پور میں بس گیا ۔ اللہ کے فضل وکرم سے ان علاقوں میں اب بھی صوفیہ نوربخشیہ مذہب کے لوگ آباد ہیں ۔ راقم الحروف جو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن الچوڑی شگر کا جنرل سکریٹری بھی ہے رسالہ نوائے صوفیہ کا شکر گزار ہے جس نے ہمارے اور اہل لداخ کے درمیان رابطے کی صورت پیدا کی ۔

اکبر جاوید ابدالی شگر

زمین نگل گئی انہیں کہ آسمان کھا گیا؟

معروف نوجوان سماجی کارکن اور بلتستان سیاچن ویلفیئر ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری احمد علی صاحب گزشتہ دنوں اپنے آبائی گاؤں سلتروصیت کے بروق سے پراسرار طور پر لاپتہ ہو گئے ۔ علاقہ کے سیکڑوں لوگوں کی تلاش بسیار کے باوجود ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ۔ احمد علی صاحب انتہائی مخلص سماجی کارکن تھے یہی وجہ تھی کہ ان کو بلتستان سیاچن ویلفیئر ایسوسی ایشن کا جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا تھا ۔ انہوں نے غریبوں ، بیواؤں ، یتیموں اور معذوروں کی مالی مدد کے لئے ہمیشہ جدوجہد کی اور راولپنڈی اسلام آباد میں علاقہ کے مسافروں کی سہولت کے مسافر خانہ قائم کرنے میں انہوں نے فعال کردار ادا کیا ۔ ان کی یہ خدمات ہمیشہ یاد رکھے جانے کی قابل ہیں ۔ سیاچن ویلفیئر ایسوسی ایشن اسلام آباد کے صدر جی ساچ معروفی نے اپنے تعزیتی پیغام میں اس واقعہ پر انتہائی رنج و غم اور پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔ اور تنظیم کے تمام ممبران نے بھی گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے ۔ یاد رہے کہ احمد علی صاحب کی اہلیہ بھی گزشتہ سال لاپتہ ہو گئی ہے ۔ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ کسی مافوق الفطرت عنصر کی کارروائی ہو سکتی ہے

اخوند محمد رضا صاحب کا انتقال پر ملال

موضع بھرینگ باماں شگر میں صوفیہ نوربخشیہ کے امام جماعت وجمعہ اخوند محمد رضا صاحب ۱۲ اگست کی رات ڈسٹرکٹ ہسپتال سکردو میں انتقال کر گئے ۔ پسماندگان میں پانچ بچیاں شامل ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

غلام حیدر حیدری
تنظیم صوفیہ نوربخشیہ شگر

علاقہ کاندھے کے عوام کے ساتھ اظہار ہمدردی

تحصیل ماشہ بروم کا علاقہ کاندھے جس کی پوری آبادی اہل صوفیہ نوربخشیہ پر مشتمل ہے قدرتی آفت کا شکار ہو گیا تھا اور سیلاب اور تودوں کے گرنے سے پورا گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے ۔ اب صورتحال ہے کہ غریب عوام کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہیں اور وہ کھلے آسمان کے نیچے کسی غیبی مدد کے منتظر ہیں لیکن علاقے کے ہمدرد عوام اور زعماء ان کی حالت زار سے غافل نہیں ہیں چنانچہ ڈپٹی کمشنر صاحب خپلو ، اسسٹنٹ کمشنر صاحب مشہ بروم ، کونسلر محمد اقبال اور محمد اسماعیل صاحبان کے علاوہ جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب ، جناب حاجی ماسٹر محمد حسن صاحب ، وائس پرنسپل انٹر کالج جناب محمد جعفر صاحب ، الحاج صوفی غلام محمد صاحب ، جناب غلام علی حیدری صاحب اور شمع تصوف کے دیگر بہت سے پروانوں نے علاقے کا دورہ کیا اور عوام کی مالی اور اخلاقی مدد کی ۔

اعجاز حیدر عاجز مچلوی
وغلام علی حیدری

این وائی ایف کورو گلشن ٹاؤن کا جلسہ

مذکورہ جلسہ یونٹ کے علاقائی دفتر کے رسم افتتاح کے موقع پر منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب مولانا غلام محمد حقانی صاحب نے کی اور دیگر افراد کے علاوہ جناب محمد بشیر صاحب، محمد اقبال جاوید، وزیر حسین صاحب، وزیر محمد اشرف صاحب شامل تھے جنہوں نے اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر جو نئے عہدیدار منتخب ہوئے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

اعجاز احمد۔ صدر

غلام نبی۔ نائب صدر

محمد قاسم۔ جنرل سکریٹری

شیر علی۔ نائب جنرل سکریٹری

محمد اقبال جاوید سکریٹری نشرواشاعت

جعفر حسین۔ ناظم اجلاس

موسیٰ علی ارمان۔ خزانچی

محمد اقبال جاوید

فاؤنٹین پبلک اسکول چھوربٹ کا یوم تاسیس

۲۵ اگست ۱۹۹۷ کو فاؤنٹین پبلک سکول سکسہ چھوربٹ میں پاکستان کی گولڈن جوبلی اور سکول کے یوم تاسیس کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد کیا گیا جس میں اعلیٰ سول اور فوجی حکام، معززین چھوربٹ اور عوام اور طلباء کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی لیفٹننٹ کرنل عادل جہاں صاحب مہمان خصوصی تھے اور آغا سید علی کاظمی نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ دیگر معززین میں سید محمد عباس صاحب ہیڈ ماسٹر، غلام علی حیدری صاحب، کامریڈ عباس علی نیوٹن سکساوی، صوبیدار عبدالرحیم صاحب شامل تھے۔ مقررین نے تحریک پاکستان اور جدید تعلیم کی اہمیت کے حوالے سے تقریریں کیں۔ سکول کے پرنسپل حسن خان صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش کی اور آخر میں مہمان خصوصی نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبا میں انعامات تقسیم کئے۔

کامریڈ عباس علی سکساوی

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار اور نمائندگان توجہ فرمائیں

۱۔ مستقل خریدار حضرات آئندہ خط و کتابت میں اور خصوصاً منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا مکمل پتہ اور خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر نہ لکھنے کے باعث ریکارڈ کو چیک کرنا انتہائی طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ جن مستقل خریداروں کو دو رسالے موصول ہو رہے ہوں یا ان کا پتہ تبدیل ہوا ہو وہ ہمیں اس سے مطلع فرمائیں

۳۔ کچھ مستقل خریداروں کی جانب سے رسالہ نہ ملنے کی شکایت موصول ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ ادارہ کی جانب سے ہر مستقل خریدار کو ہر ماہ رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ اگر نہ ملے تو ڈاک کے متعلقہ حکام سے رجوع فرمائیں۔

۴۔ تمام مستقل خریداروں کے خریداری نمبر پتے کے ساتھ تحریر ہیں۔ اس نمبر کو ذہن نشین کر کے آئندہ خط و کتابت میں اسی کا حوالہ دیا جائے۔

۵۔ نمائندہ حضرات سے گزارش ہے کہ بقایا جات جمع کرتے وقت مستقل خریداروں سے ان کا خریداری نمبر پوچھ کر تحریر فرمائیں۔ ساتھ ہی نئے اور پرانے خریداروں کی الگ الگ فہرست ارسال فرمائیں۔

۶۔ نئے خریدار بننے کے خواہشمند منی آرڈر کوپن پر نئے خریدار ہونے کا تذکرہ کریں اور مکمل پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

۷۔ جن مستقل خریداروں کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں ریمائنڈر جاری کر دیا گیا ہے اگر کسی نے سالانہ چندہ پہلے ہی جمع کروا دیا ہے تو اس ریمائنڈر کو منسوخ سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ہمارے نمائندے سے یا براہ راست ادارہ نوائے صوفیہ کو مطلع فرمائیں۔ یہاں بھی اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولئے۔

مستقل خریداروں کی فہرست جولائی ۱۹۹۷ء

۶۹۹۔ زمان علی ولد عبدالرحمان
گاؤں وڈاکخانہ گلشن کبیر
سب ڈویژن مشہ بروم ضلع گانچھے
سکردو بلتستان

۷۰۰۔ فدا علی
فیلڈ اسسٹنٹ گاؤں وڈاکخانہ گلشن کبیر
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۰۱۔ غلام مہدی صابری
گاؤں وڈاکخانہ گلشن کبیر
سب ڈویژن مشہ بروم
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۰۲۔ غلام علی حیدری
گاؤں وڈاک خانہ گلشن کبیر
سب ڈویژن مشہ بروم
ضلع گانچھے بلتستان

۷۰۳۔ محمد حسین ولد اسماعیل
چندسوق ڈاکخانہ تھگس
مشہ بروم ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۰۴۔ محمد باقر فرول
ڈاکخانہ تھگس مشہ بروم
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۰۵۔ سلطان علی خان صاحب
ڈاکخانہ تھگس مشہ بروم
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۰۶۔ محترم غلام علی صاحب
مکان نمبر 9 - H 8
B - C پی او ایف واہ کینٹ

۷۰۷۔ محترم ممتاز صاحب
مکان نمبر 1958 / G - 18
پی۔او۔ایف واہ کینٹ

۷۰۸۔ محترم مہدی صاحب
مکان نمبر 245 / G - 18
پی۔او۔ایف واہ کینٹ

۷۰۹۔ عبداللہ صاحب
سب انجینیئر واٹر سپلائی
NAPWD واٹر اینڈ پاور ڈویژن
سکردو بلتستان

۷۱۱۔ دکاندار علی صاحب
گونا سنگجی ڈاکخانہ خپلو
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۱۲۔ غلام نبی صاحب
ہیڈ ماسٹر پرائمری اسکول براہ
ڈاکخانہ براہ ضلع گانچھے بلتستان

۷۱۳۔ علی صاحب
ہیڈ کلرک پی۔ڈبلیو۔ڈی
ڈاکخانہ خپلو ضلع گانچھے بلتستان

۷۱۴۔ غلام حسین ولد اخوند علی
محلہ غریس ڈاکخانہ خپلو ضلع گانچھے
سکردو بلتستان

۷۱۵۔ فدا حسین مدرس غربی
مچلو ڈاکخانہ مچلو
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۲۷۔ حوالدار حاجی ابراہیم صاحب
موضع ہوشے ڈاکخانہ تھگس
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۱۷۔ سپاہی محمد اسماعیل خپلوی
NLI - 10 بٹالین ہیڈ کوارٹر کمپنی
FPU - 17

مستقل خریداران ماہ ستمبر ۱۹۹۷ء

۷۱۸۔ حوالدار شکور علی شہاب
1 NLI BLN HQ COY FPU NO 17

۷۱۹۔ محمد یوسف طالب علم
محلہ ولتر ڈاکخانہ تھلے
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۲۰۔ عبدالکریم صاحب
اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن مشہ بروم
ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۲۱۔ نائب صوبیدار ابراہیم
NLI 5 BLN C/O FPU 8

۷۲۲۔ محمد جان ایڈمن اسسٹنٹ
AKRSP P.O BOX NO. 610
سکردو بلتستان

۷۲۳۔ اخوند تبتی
گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ہاسٹل نمبر ۱۲
عیدگاہ روڈ مظفر آباد آزاد کشمیر

۷۲۴۔ لانس نائک یوسف علی
محلہ گرقپی ڈاکخانہ خپلو ضلع گانچھے
سکردو بلتستان

۷۲۵۔ صوفی محمد ابراہیم محلہ تلس
ڈاکخانہ خپلو ضلع گانچھے سکردو بلتستان

۷۲۶۔ کاچو سعادت علی صاحب
وائرلیس آپریٹر خانقاہ گرونگ
بلغار ڈاکخانہ ڈغونی گانچھے بلتستان

مراسلات

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

محمد انور تھلوی　　　محمد رضا ضیاء

تھنگام دراس لداخ

مبارک صد مبارک ہو نوائے صوفیہ آیا
پیام نوربخشیت کو بھارت میں بھی پہنچایا

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے مئی اور جولائی کے شمارے انجمن کو موصول ہوئے۔ دعا ہے کہ یہ رسالہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے اور پوری قوم کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

بھارت کے خطہ لداخ، نوبراہ، دراس اور امباڑی میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کی کثیر تعداد موجود ہے۔ احیائے دین کی منزل کو حاصل کرنے کے لئے انجمن صوفیہ نوربخشیہ جموں و کشمیر بھارت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس انجمن نے ایک اشاعتی کمیٹی تشکیل دی ہے جس کی کوششوں سے وہ تمام کتابیں جو آپ نے ارسال کی ہیں انجمن ہذا نے چھپوائی ہیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ فقہ الاحوط مترجم، دعوات صوفیہ مترجم، نجم الہدیٰ، اعتقادیہ، نورالمومنین، قائم الحق، فلاح المومنین، نوربخشی دینیات سویم چہارم و پنجم اور نفحات طیبہ۔ اب ایک کتابچہ اوراد زیر اشاعت ہے۔

اراکین انجمن کی طرف سے نوائے صوفیہ کے کارکنوں کو سلام

غلام حسین
انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل

لیہ لداخ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ ارسال کردہ نوائے صوفیہ پڑھ کر خوشی ہوئی اور دلوں کو سکون ملا۔ مہربانی آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں تاکہ مذہب صوفیہ کی ترقی کا عمل چلتا رہے۔ آپ لوگوں کی تحریروں سے پتہ چلا کہ ہمارے پاک مذہب میں بھی بہت کچھ ہے ورنہ یہاں تو تبدیلی کا عمل زوروں پر تھا۔ یہاں سے کچھ لڑکے بغرض تعلیم بھیجنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ چند سوالات ارسال ہیں جواب سے نوازیں۔

شمشیر علی صوفی

میری اور تمام علاقائی نمائندوں کی جانب سے کویت، سعودی عرب اور عرب امارات میں بسنے والے نوربخشیوں کی خدمت میں سلام تہنیت قبول ہو۔ انجمن احیائے صوفیہ نوربخشیہ کویت کے جنرل سکریٹری جابر براہوی صاحب کو کئی خط لکھے ہیں لیکن جواب سے محروم رہا۔ ادارہ نوائے صوفیہ کے چیف آرگنائزر، تمام اراکین اور گلاب پور شگر کے نوربخشی بھائیوں کو ہماری اور غلام محمد ژھنگ فو پا کی جانب سے سلام عرض ہے۔

سید مرتضیٰ علی لیہ

میں نے اپنے چند دوستوں کے ہاں نوائے صوفیہ دیکھا تو خوشی سے آنسو بہہ نکلے۔ رسالہ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ نوائے صوفیہ اس ملت کا ایک اہم ستون ہے۔ میری اور میرے رفقا کی خواہش ہے کہ اس رسالہ کو مزید استحکام حاصل ہو۔ میں مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

ماسٹر ابراہیم علی
بقدانگ نوبراہ

چیف آرگنائزر نوائے صوفیہ کا تحریر کردہ خط اور شمارہ اگست دونوں موصول ہونے کی بہت خوشی ہے۔ چند کتابوں کی فرمائش کی تھی۔ تاریخ بلتستان ضرور ارسال کریں۔ رسالے کی ترسیل جاری رکھیں تاکہ مذہبی حالات سے باخبر رہ سکیں۔ علاقہ طورتک کے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی طرف سے سکردو، خپلو، شگر، اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کو سلام عرض ہے۔ علامہ بشیر صاحب کی صحت یابی سے خوشی ہوئی یہاں دوری کی وجہ سے خبریں دیر سے ملتی ہیں۔

جواب۔ کتابوں کے لئے خپلو میں مولانا حسنو صاحب سے رابطہ کیا ہے۔

محمد علی عشور پا نوبراہ



ماسٹر حشمت اللہ
ٹیچر شمشاہ دراس کرگل

کارگل انڈیا

تمام اراکین نوائے صوفیہ کو اس خاکسار اور اراکین انجمن نوربخشیہ دراس کی جانب سے اس معیاری جریدہ کی مسلسل اشاعت پر مبارک باد پیش ہے۔ اس جریدہ کی وجہ سے اہل تصوف کے دلوں میں ایمان کی کونپلیں کھلنے لگی ہیں۔ مگر یہ بات لکھتے ہوئے دل خون کے آنسو بہارہا ہے کہ ماضی میں کرگل کے بہت سے علاقوں میں نوربخشیوں کی اکثریت تھی مگر علما اور کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ اکثریت اقلیت میں بدل گئی۔ اب قدرت کا کرشمہ نوائے صوفیہ کی صورت میں دیکھا تو آنکھوں میں نور پیدا ہوا۔ علامہ محمد بشیر اور مولوی حمزہ علی مرحوم کی کتابوں نے یہاں کے عوام کو جینے کا حوصلہ دیا ہے۔ اردو ترجے کی وجہ سے ان کتابوں سے ہر تعلیم یافتہ شخص مستفید ہو رہا ہے۔ رسالہ نوائے صوفیہ ہمارے درمیان رابطہ کا اہم ذریعہ ہے اس رسالہ کی وجہ سے ہمارے کارگل کے لوگوں کو جو خوشی ملی ہے اس کا اظہار اس خط کے ذریعے ہونا مشکل ہے۔ تمام اہل نوربخشیہ کی طرف سے سلام عرض ہے۔

معیاری مبلغ دین نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ رسالے کی تعریف تو سبھی کرتے ہیں اور پڑھتے بھی سبھی ہیں مگر میری تمام قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بجائے مانگ کر پڑھنے کے رسالہ خود خرید کر پڑھیں تاکہ احیائے تصوف کا یہ عظیم مشن جاری و ساری رہ سکے۔ مارکیٹ سے لینے کی بجائے قارئین کو مستقل خریدار بننا چاہئے جو اعانت دین اور حصول تعلیم کے قرآنی حکم کی تعمیل کی بہترین صورت ہے۔

م۔ش کوروی

قبل ازیں ایک تہنیتی خط لکھا تھا۔ دیر سے اشاعت کے باوجود رسالے کا ہر شمارہ خوب تر ہوتا ہے۔ مولوی عبدالحمید صاحب کا سلسلہ مضمون عدم تسلسل کا شکار ہے۔ م۔ش کوروی کی تالیف کردہ بلبل تصوف کی تقاریر، ذاکر حسین ذاکر، مولانا غلام حسن نوربخش اور مولانا شکور علی انور کے مضامین قابل قدر ہیں۔ شائع ہونے والے مضامین سنسر ہونے چاہئیں۔ ہماری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

محمد اسماعیل کریسی

میں نے نوائے صوفیہ کی ترسیل سے گزشتہ خط میں منع کیا تھا مگر اس رسالے کے بغیر اس عاشق تصوف کے مجروح دل کو تسلی کہاں ہے؟ میرے درد دل کی یہی شافی دوا ہے لہذا رسالے کی ترسیل جاری رکھیں۔ سالانہ چندہ ارسال خدمت ہے۔

محمد اقبال جاوید
غازی کوٹ مانسہرہ

رسالہ نہ منگوانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ یونٹ میں بہت کم ہاتھ آتا تھا۔ مگر اب ارادہ ہے کہ جب تک زندہ ہیں اس رسالے کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے۔ سالانہ چندہ ارسال ہے۔

فدا حسین ارمان خپلوی

نوائے صوفیہ کے معیاری مضامین پڑھنے کو ملے۔ پروف ریڈنگ پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ تمام اراکین کو سلام اور ہدیہ تبریک پیش ہے۔

محمد بشیر آفتاب لاہور

ارکان ادارت کی خیریت کا طالب ہوں۔ انشاء اللہ رسالے کا چندہ جلد ارسال کروں گا۔ نوائے صوفیہ جیسے عام فہم اور ہر دل عزیز ماہنامے میں اشاعت کے لئے میں بھی ایک مضمون ارسال کر رہا ہوں، شائع فرما کر حوصلہ افزائی کریں۔

حیدر علی مدرس مچلو

بندہ عاصی شمالی علاقہ کے آخری کونے گلتری میں تعینات ہے۔ نوائے صوفیہ پڑھ کر ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے لداخ اور انڈیا کے نوربخشی جوانوں کو جذبہ دینی دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ رسالے کا چندہ بھیجنے میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔

اعجاز حسین ساقی گلتری

اللہ کے فضل سے اس وقت نوائے صوفیہ ایک انٹرنیشنل رسالہ بن چکا ہے اور ہزاروں نور بخشیوں کے دلوں کی تمنا پوری ہو گئی ہے۔ خدا اس رسالے کو مزید ترقی دے۔

غلام محمد بسمل تلس

علامہ بشیر صاحب کو پیش آنے والے حادثے کا سن کر بے حد فکر مند ہوئے اللہ انہیں صحت یاب کرے اور ہزار سالہ عمر عطا کرے۔

محمد ابراہیم خلیل رٹو

نوائے صوفیہ پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ اس سے قبل ایک خط بھیجا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔ یہ خط ضرور شائع کریں۔

حاجی اعجاز حسین بلغار ژھوق

میں نے ایک مضمون ارسال کیا تھا مگر شائع نہ ہو سکا اب ایک اور مضمون ارسال ہے۔ میرے نام رسالہ مستقل ارسال کریں۔ میرے نزدیک اسی رسالے کی وجہ سے ملک کے اندر اور باہر مذہب حقہ کی تشہیر ہو گئی ہے ورنہ پہلے کسی کو اس مذہب کا پتہ ہی کہاں تھا۔ اللہ آپ لوگوں کو اجر دے۔

مظاہر حسین تبسم بلغار

نوائے صوفیہ کا باقاعدہ قاری ہوں۔ ایک مضمون ارسال ہے شائع کریں۔

ظفر اقبال مسکین سکردو

گلشن تصوف کے سدا بہار پھول ماہنامہ نوائے صوفیہ کا قاری ہوں۔ علامہ صاحب اور ڈاکٹر غازی صاحب کے مضامین پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔

غلام نبی منظور کالونی کراچی

نوائے صوفیہ کا اول تا آخر مطالعہ کرتا ہوں۔ مذہب صوفیہ کے اس خاموش مبلغ کی جتنی قدر کی جائے کم ہے۔

غلام مہدی کوروی کراچی

جولائی کا نوائے صوفیہ پڑھنا نصیب ہوا۔ ہر مہینے رسالے کا انتظار کرتا ہوں رسالے کی ترقی کے لئے دعا گو ہوں سالانہ چندہ ارسال ہے۔

محمد باقر کوروی

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں مگر رسالے کی ترسیل کا نظام بے قاعدگی کا شکار ہے۔ چندہ ارسال کرنے کے باوجود رسالے کی ترسیل روک دی گئی ہے۔ آپ میرے مضامین شائع نہیں کرتے۔ حالانکہ رسالے میں شائع ہونے والے بیشتر مضامین قابل ستائش نہیں ہیں۔ شائع نہ کرنے کی صورت میں تحریری اطلاع دیں۔

ذاکر حسین کراینگ گانچھے

جواب۔ محترم ذاکر صاحب۔ مثبت تنقید کا شکریہ۔ آپ کے مضامین رسالے کے اشاعتی تقاضوں پر پورا اترنے کی صورت میں باری آنے پر ضرور شائع ہوں گے۔ انتظار کیجئے۔

نفسانفسی کے اس دور میں نوائے صوفیہ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو شیطانی بیماریوں کے علاج کے لئے بیماروں کو شفاخانہ حجاز کی طرف لے جاتا ہے۔ اس دور میں جب کہ ہر رسالے میں کوئی نہ کوئی دل دکھانے والی بات ہوتی ہے نوائے صوفیہ دکھی دلوں کا آسرا بن گیا ہے۔ افسوس مستقل ممبر بننے کے باوجود میں رسالے سے تاحال محروم ہوں۔

اخوند تقی مظفر آباد آزاد کشمیر

جواب۔ آپ کے خلوص کا شکریہ۔ دراصل آپنے رسالے کی عدم ترسیل کی شکایت دیر سے کی ہے ورنہ وقت پر ہی اس کا ازالہ کیا جاتا۔

شمارہ ۳۱ پا کر بہت خوشی ہوئی جس کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ میں رسالے کا مستقل خریدار ہوں اور سالانہ چندہ بھی ارسال کر دیا ہے۔

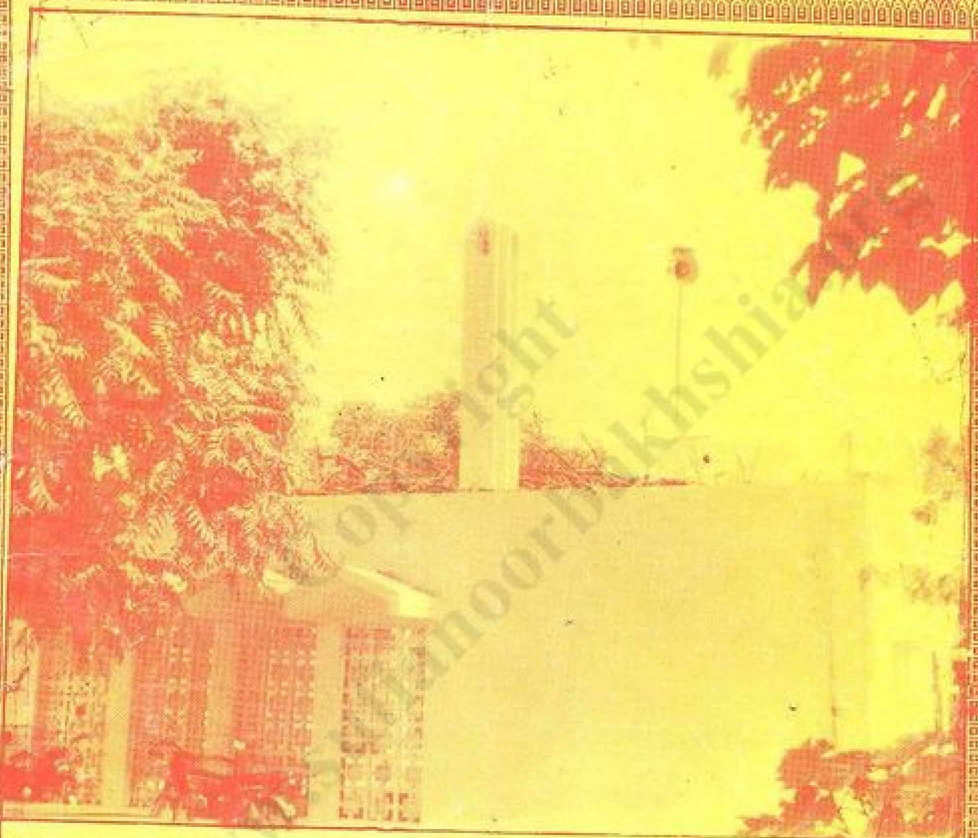
سپاہی حامد علی حلیم چوکی

جواب۔ آپ کا سالانہ چندہ ابھی موصول نہیں ہوا۔ محکمہ ڈاک سے پتہ کریں مہربانی ہوگی۔

رسالہ نوائے صوفیہ کو نہایت عقیدت اور خلوص سے پڑھتا ہوں ہر مسلک اور مکتب فکر کے لوگ اس رسالے کی تعریف کرتے ہیں۔ خصوصاً پاک فوج کے جوانوں کے لئے یہ رسالہ ایک انمول تحفہ ہے۔

سپاہی غلام حسین لقدوم بونجی

The Monthly NAWA-I-SUFIA Islamabad
Reg. No.B/1-D-97



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عقبی حصہ